اہل سنت والجماعت کے عقائد

بیان السنۃ

المعروف بہ

عقیدۃ الطحاوی

نادری

○

للامام حجۃ الاسلام حافظ الحدیث ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ

الازدی المصری الطحاوی [۲۲۹ھ - ۳۲۱ھ]

○

ترجمہ

از احقر عبد الحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم

○

ناشر ○ ادارہ نشر و اشاعت ○ مدرسہ نصرۃ العلوم ○ گوجرانوالہ

اہلِ سُنّت والجماعت کے عقائد

بیان السُنّۃ

المعروف بہ

عقیدۃ الطحاوی

للامام حجۃ الاسلام حافظ الحدیث ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ

الازدی المصری الطحاوی [۲۲۹ھ-۳۲۱ھ]

ترجمہ

حضرت مولانا عبدالحمید سواتی بانی مدرسہ نصرۃ العلوم

ناشر ادارہ نشر واشاعت ○ مدرسہ نصرۃ العلوم ○ گوجرانوالہ

مُقَدِّمہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ہَدَانَا لِہٰذَا وَمَا کُنَّا لِنَہْتَدِیَ لَوْ لَآ اَنْ ہَدَانَا اللّٰہُ ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی ہَادِی الْاَنَامِ کَآفَّۃً مُحَمَّدٍ خَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ ط

عقیدہ کی اہمیت:۔

انسان کی کامیابی کے لئے خالق تعالٰے نے تین چیزیں مقرر فرمائی ہیں ۔
عقیدہ کی اصلاح ، عمل کی اصلاح ۔ اخلاق کی اصلاح ۔
پھر ان میں سے سب سے اہم اور بنیادی چیز عقیدہ ہے ۔ کیونکہ اعمال اور اخلاق عقیدہ کی صحت پر موقوف ہیں ، اگر عقیدہ صحیح ہے تو اعمال بھی اللہ تعالٰی کے نزدیک مقبول ہوں گے ، اور اخلاق کا ثمرہ بھی انسان کو مل جائے گا ۔ اگر عقیدہ فاسد ہوا تو نہ اعمال معتبر ہوں گے اور نہ اخلاق کار گر ہوں گے ۔ قرآن اور سنت میں اس بنیادی حقیقت کو بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ۔ چنانچہ قرآن کریم میں

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :۔

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِنَ الصّٰالِحَاتِ وَھُوَ مُؤْمِنٌ فَلَا کُفْرَانَ لِسَعْیِہٖ وَاِنَّا لَہٗ کَاتِبُوْنَ ○ (سورۂ انبیاء)	پس جو شخص نیک عمل کرتا ہے بشرطیکہ وہ مومن بھی ہو تو ایسے شخص کی محنت نظر انداز نہیں کی جائے گی اور ہم اس کی کوشش کو لکھتے رہتے ہیں ۔

فلاح اور کامیابی کا مدار حقیقت میں یہی ایمان اور عقیدہ کی درستگی ہے۔ اگر کسی کے پاس ایمان کی دولت ہوگی تو وہ کامیاب ہوگا ۔ ورنہ بڑے بڑے نیک اعمال بھی روز قیامت کی آندھی میں راکھ کی طرح اڑ جائیں گے، اور انسان خالی ہاتھ رہ جائے گا ۔

حضرت خواجہ ضیاء الدین نخشبیؒ (خلیفہ حضرت شیخ فریدالدین شکر گنجؒ) نے ایک ایمان افروز جملہ لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہیں :۔

"سرمایہ داران سودائے آخرت گویند تا سرمایۂ ایمان باتست ہرگز زیاں نخواہی کرد"۔ (سالک السلوک ص۱۵)	سودائے آخرت کے سرمایہ دار کہتے ہیں کہ جب تک تمہارے پاس ایمان کا سرمایہ موجود ہے۔ تو تمہیں ہرگز کوئی نقصان نہ ہوگا ۔

مومن انسان کے نزدیک ایمان سے زیادہ قیمتی کوئی چیز نہیں ۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی یہی دعا رہی ہے :۔

تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۝ (سورۂ یوسف) — اے اللہ اسلام پر یعنی فرمانبرداری کی حالت پر مجھے وفات دے اور مجھ کو مرنے کے بعد صالحین کے ساتھ ملا دے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا میں یہ جُملہ بھی ہے :۔

اُجْنُبْنِیْ وَبَنِیَّ اَنْ نَّعْبُدَ الْاَصْنَامَ۔ (سورۂ ابراھیم) — اے اللہ مجھ کو اور میری اولاد کو بت پرستی سے دور رکھ۔

حکیم الامت حضرت شاہ ولی اللہؒ فرماتے ہیں کہ انبیاء اور رسل علیہم الصلوٰۃ والسّلام کی دعوت کے تین بڑے اہم اصول ہیں، پہلا اصول تصحیح عقائد، مبدا ومعاد اور مجازات وغیرہ کے متعلق اس فن کو علماءِ متکلمین نے بیان کیا ہے' دوسرا تصحیح عمل طاعاتِ مقربہ (اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرنے والی اطاعتیں) اور ارتفاقات ضروریہ (زندگی اور معیشت کی درستگی کے اسباب) کے سلسلہ میں اعمال کی درستگی سنت کے مطابق، اس کو فقہاءِ امت نے بیان کیا ہے' تیسری تصحیح اخلاص اور احسان شریعت کے مقاصد میں سے یہ اہم ، ادق اور بہت ضروری مقصد ہے جیسا کہ روح کا تعلق جسم کے ساتھ اور معنی کا تعلق لفظ کے ساتھ ہوتا ہے' اس کو صوفیائے کرام نے بیان کیا ہے (تفہیمات الٰہیہ ج ۱ ص ۱۳)

تصدیق قلبی، ایمان، عقیدہ یہ سب ایک ہی حقیقت کے مختلف عنوانات

ہیں، عقیدہ عقد سے مشتق ہے، عقد کا معنی باندھنا اور گرہ لگانا ہوتا ہے۔ چند بنیادی حقائق کے بارہ میں یقین اور تصدیق قلبی کو پختہ کرنا اور خیالات کو ایسا مضبوط بنانا جس طرح گرہ باندھی جاتی ہے، یہ عقیدہ اور ایمان ہوتا ہے، جو اس کے وجود دل اور دماغ کے ساتھ اس طرح پیوست ہوتا ہے کہ اس سے جدا نہیں ہوسکتا۔ اور ایمان لغت (عربی زبان) میں تصدیق کو کہتے ہیں، اور شریعت میں ایمان کہتے ہیں، اللہ تعالےٰ، اس کے ملائکہ اس کی کتابیں اور اس کے رسولوں اور یوم آخرت کی تصدیق کرنا، اللہ تعالےٰ کے وجود اس کی توحید اس کے اسماءِ پاک اس کی صفات اس کے احکام کی تصدیق کرنا، اللہ تعالیٰ کی ذات کو واجب الوجود ماننا اور تمام زمانیات و مکانیات اور مادیات سے ماوراء تسلیم کرنا، اور اس کو وحدہٗ لاشریک یقین کرنا اور اس کو صفات کمال کے ساتھ متصف ماننا اور صفاتِ نقص سے پاک اور منزہ یقین کرنا، اس کے اسمائے پاک کو پہچاننا، ان پر یقین کرنا ان کا ورد کرنا۔ ان کے ساتھ اس کو پکارنا، اور اس کے ملائکہ پر یقین رکھنا کہ ملائکہ موجود ہیں ان کے اجسام لطیف اور نورانی ہیں۔ اور ان کو گناہوں سے معصوم اور پاک جاننا اور ملائکہ ایسے جواہر ہیں جن میں نشوونما اور شہوت اور غضب نہیں ہوتا۔ اور مادی حوائج کھانا پینا، اہل وعیال وغیرہ سے مبرا ہوتے ہیں۔ اگرچہ اللہ تعالےٰ کے انعام واکرام اور اس کے قرب کے طالب ہوتے ہیں۔ اور یہ ملائکہ تمام مخلوق تک فیض رسانی کا ذریعہ ہیں، اور تمام کتب سماویہ پر

ایمان رکھنا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بندوں کی ہدایت کے لئے نازل فرمایا سب سے آخر میں قرآن پاک نازل فرمایا جس میں کسی قسم کا تغیر و تبدل نہیں ہوا اور قیامت پر یقین رکھنا اور ہر اس چیز پر یقین رکھنا جو حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو یعنی تمام ضروریات دین کی تصدیق کا نام ایمان ہے ان میں کسی ایک چیز کا انکار یا اس کی غلط تاویل کرنے سے آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے اسی لئے اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتا ہے :-

وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ۝	اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ اس کے فرشتوں کا اور اس کی کتابوں کا اور اس کے رسولوں کا اور روز آخرت کا انکار کیا تو بلاشبہ وہ راہ راست سے بہت دور جا پڑا۔
(نساء)	

انسانوں کی تمام ممکنہ ترقیات اسی ہی عقیدہ اور اسی نکتہ کے ساتھ وابستہ ہوتی ہیں جس کا عقیدہ اور ایمان جس قدر مضبوط، پختہ اور راسخ ہوگا جیسا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا ایمان اور عقیدہ تھا تو اس کی ہمت ارادہ اور عزم بھی اس قدر مضبوط ہوگا اور اسی کے مطابق وہ انسان عظیم الشان کام سرانجام دے سکے گا۔

اس عقیدہ کو کمزور اور فاسد کرنے والی مختلف قسم کی گمراہ طاقتیں، افراد،

اور شیاطین وغیرہ غلط پراپیگنڈہ اور وسوسہ اندازی کے ذریعہ کمزور کرتی ہیں اور آخر کار انسان کو نکما بنا کر ہلاکت اور موت کے گھاٹ اتار دیتی ہیں، اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دُعا میں یہ حقیقت سمجھائی ہے :۔

اَللّٰهُمَّ ثَبِّتْ قُلُوْبَنَا عَلٰی دِیْنِكَ دِیْنِ الْاِسْلَامِ۔ اے اللہ ہمارے دلوں کو اپنے سچے دین اسلام پر ثابت رکھنا۔

مشاہدات اور تجربات بھی اس پر گواہ ہیں کہ نباتات اور اشجار کی شاخیں اور پتے جہاں سے پھوٹتے ہیں وہاں ایک گرہ ہوتی ہے ان ہی گرہوں کی وجہ سے پانی اور خوراک صاف ہو کر اوپر جاتی ہے، اور درخت پھول پھل لاتے ہیں، اگر اس گرہ میں خرابی پیدا ہو جائے، تو درخت کی تمام ترقی رُک جائیگی، اسی طرح انسانی اعتقادات بھی ایسے ہیں کہ اگر ان میں کسی قسم کی خرابی، بگاڑ اور فساد آجائے تو انسان کی تمام ترقی رُک جائے گی اور انسان کے اعمال حبط اور ضائع ہو جائیں گے۔ اعمال میں وزن، ثقل اور عفت (پاکیزگی)، ان ہی اعتقادات حقہ کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، اعتقاد کی صحت کے بغیر اعمال برباد ہوں گے، مومن انسان کا قصد ہمیشہ یہی ہوتا ہے کہ اس کو عقیدہ میں سچائی حاصل ہو، اس کا اعتقاد صحیح اور درست ہو جہل اور کفر، شرک، نفاق، ارتداد، الحاد، شک، بے دینی، اور تمام فاسد عقائد سے دور ہو۔ عقیدہ باطن کی طہارت ہے فکری اور قلبی، ذہنی، روحی طہارت ہے، انسان کا باطن اگر پاک نہ ہو تو ظاہر کی طہارت اور پاکیزگی انسان کو کامیاب

نہیں بنا سکتی۔ نیز عقیدہ کی صحت اور درستی سے انسان کی ترقی کا رخ بھی متعین ہوتا ہے۔ جب تک عقیدہ درست نہ ہو انسان کا رُخ عالم بالا حظیرۃ القدس اور بہشت کی طرف نہیں پھر سکتا۔

عقیدہ کے متعلق صحابۂ کرام کا نظریہ

مسلم شریف میں یہ حدیث موجود ہے۔ کہ حضرت یحییٰ بن یعمرؒ فرماتے ہیں کہ میں اور حمید بن عبدالرحمٰنؒ حج کے لئے گئے اور ہم نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ملاقات کی اور ان سے دریافت کیا کہ حضرت ہمارے اطراف میں ایسے لوگ ظاہر ہوئے ہیں۔ جو قرآن کریم پڑھتے ہیں اور علم بھی بڑی گہرائی سے طلب کرتے ہیں، لیکن وہ یہ کہتے ہیں کہ تقدیر کچھ بھی نہیں، یہ سب باتیں مستانف (جدید) ہیں یعنی جب کوئی بات ہو جاتی ہے تو پھر اس کو لکھا جاتا ہے، حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے فرمایا، کہ جب تم ان لوگوں سے ملو تو ان کو بتلا دو کہ میں ان سے بیزار ہوں اور وہ مجھ سے بری ہیں میرا ان سے کوئی تعلق نہیں، اور ان کو یہ بتلا دو کہ عبداللہ بن عمرؓ قسم اٹھا کر کہتے ہیں کہ اگر ان میں سے بالفرض کسی شخص کے لئے اُحد پہاڑ جتنا خالص سونا ہو اور اس کو اللہ کی راہ میں صرف کر دے تو اللہ تعالیٰ اس کو ہرگز قبول نہ کریں گے، جب تک کہ وہ تقدیر پر ایمان نہ لائے، ظاہر ہے کہ تقدیر ایمان کا ایک جز ہے کیوں کہ تقدیر بھی اللہ تعالےٰ کی صفات کے تحت داخل ہے، مقدر کرنا اس کی صفت ہے۔ اگر ایک جُز میں خرابی سے

سارے اعمال ضائع ہوں گے تو سارے اجزائے ایمان کو بھی اس سے سمجھا جا سکتا ہے۔

آج کل لوگوں کے خیالات اور عقائد کی گمراہی دیکھ دیکھ کر بڑا افسوس اور صدمہ ہوتا ہے خصوصاً نئی نسل کے نوجوان جن پر ایک طرف جہالت کا غلبہ ہے اور دوسری طرف مغربیت، اشتراکیت اور الحاد و بے دینی کا زور اگر اس مختصر سے کتابچہ کو پڑھ کر نوجوانوں میں عقیدہ کی اصلاح اور درستگی کا ادنیٰ سا جذبہ بھی پیدا ہو گیا تو مترجم کی کوشش انشاءاللہ بار آور ہوگی۔

عقیدہ کے بیان کے لئے سلف صالحین اور علماء کرامؒ نے بڑی بڑی کوششیں کی ہیں، علم توحید اور عقائد کی جملہ کتابیں اسی عقیدہ کو سمجھانے کے لئے لکھی گئی ہیں، چنانچہ حضرت امام ابوحنیفہؒ نے رسالہ فقہ اکبر لکھ کر عقائد حقہ کو سمجھایا ہے۔ اور امام طحاویؒ نے عقیدۃ الطحاوی لکھ کر اس مقصد کو واضح کیا ہے۔

رسالہ عقیدۃ الطحاوی:-

اہل سنت والجماعت کے ہاں عقیدۃ الطحاوی عقائد کا مستند ترین مجموعہ ہے، حضرت علامہ تاج الدین سبکیؒ[1] الشافعی (المتوفی ۷۷۱ھ) فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے والد الشیخ الامام عبدالکافی السبکیؒ (متوفی ۷۵۶ھ) سے سُنا ہے وہ فرماتے تھے:-

---

[1] سُبک مصر میں ایک گاؤں کا نام تھا (التعلیقات السنیہ ص۱۹۶)

مَا تَضَمَّنَتْهُ عَقِيدَةُ الطَّحَاوِيِّ هُوَ مَا يَعْتَقِدُهُ الْاَشْعَرِيُّ لَا يُخَالِفُهُ اِلَّا فِي ثَلٰثِ مَسَائِلَ۔ قُلتُ اَنَا اَعْلَمُ اَنَّ الْمَالِكِيَّةَ كُلُّهُمْ اَشَاعِرَةٌ لَا اَسْتَثْنِي اَحَدًا وَالشَّافِعِيَّةَ غَالِبُهُمْ اَشَاعِرَةٌ لَا اَسْتَثْنِي اِلَّا مَنْ لَحِقَ مِنْهُمْ بِتَجْسِيْمٍ اَوْ اِعْتِزَالٍ مِمَّنْ لَا يَعْبَأُ اللّٰهُ بِهٖ۔

کہ عقیدہ طحاوی جن عقائد پر مشتمل ہے یہ وہ عقائد ہیں جن پر امام اشعریؒ کا اعتقاد ہے، ان میں سے صرف تین مسائل ہیں امام اشعری کا اختلاف ہے۔ (امام سبکیؒ فرماتے ہیں کہ) میں جانتا ہوں کہ امام مالکؒ کے پیرو کار سب اشاعرہ ہیں (یعنی امام اشعریؒ کے عقائد کے مطابق ان کا اعتقاد ہے) اور اس سلسلہ میں میں کسی کو مستثنیٰ قرار نہیں دیتا سب مالکیہ اشعری العقیدہ ہیں۔ اور امام شافعیؒ کے پیروکاروں کی غالب اکثریت اشاعرہ ہے بجز ان کے جو مجسمہ فرقہ اور معتزلہ فرقہ سے مل گئے ہیں جن کی اللہ تعالیٰ کچھ پرواہ نہیں رکھتے۔

وَالْحَنَفِيَّةُ اَكْثَرُهُمْ اَشَاعِرَةٌ اَعْنِي يَعْتَقِدُوْنَ عَقْدَ الْاَشْعَرِيِّ لَا يَخْرُجُ مِنْهُمْ اِلَّا مَنْ لَحِقَ مِنْهُمْ

اور امام ابو حنیفہؒ کے پیروکار بھی اکثر اشاعرہ ہیں بجز ان کے جو معتزلہ فرقہ کے ساتھ مل گئے ہیں۔

بِالْمُعْتَزِلَةِ۔
وَالْحَنَابِلَةُ اَكْثَرُ فُضَلَاءِ
مُتَقَدِّمِيهِمْ اَشَاعِرَةٌ
لَمْ يَخْرُجْ مِنْهُمْ عَنْ
عَقِيدَةِ الْاَشْعَرِيِّ اِلَّا مَنْ
لَحِقَ بِاَهْلِ التَّجْسِيْمِ وَ
هُمْ فِيْ هٰذِهِ الْفِرْقَةِ مِنَ
الْحَنَابِلَةِ اَكْثَرُ مِنْ غَيْرِهِمْ
وَقَدْ تَاَمَّلْتُ عَقِيْدَةَ
اَبِيْ جَعْفَرِ الطَّحَاوِيْ
فَوَجَدْتُ عَلٰى مَا قَالَ
الشَّيْخُ الْاِمَامُ وَعَقِيْدَةُ
الطَّحَاوِيْ زَعَمَ اَنَّهَا
الَّذِيْ عَلَيْهِ اَبُوْ حَنِيْفَةَ
وَاَبُوْ يُوْسُفَ وَمُحَمَّدٌ وَ
لَقَدْ جَوَّدَ فِيْهَا ثُمَّ تَصَفَّحْتُ
كُتُبُ الْحَنَفِيَّةِ فَوَجَدْتُ جَمِيْعَ

اور امام احمد بن حنبلؒ کے پیروکاروں
میں سے اکثر متقدمین فضلاء اشعری
العقیدہ ہیں بجز ان کے جو مجسمہ فرقہ
سے مل گئے ہیں اور ان کی تعداد دوسروں
کے مقابلہ میں زیادہ ہے۔ اور میں نے
عقیدۂ طحاوی کو غور سے دیکھا تو معاملہ
اسی طرح پایا جس طرح والد بزرگوار نے
فرمایا ہے۔ اور طحاوی کا عقیدہ ان
کے قول کے مطابق یہی عقیدہ ائمہ ثلاثہ
حضرت امام ابوحنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ
امام محمدؒ کا عقیدہ ہے اور امام طحاویؒ
نے اس رسالہ میں عقائد کو بہت ہی عمدہ
طریق پر پیش کیا ہے۔ پھر میں نے علماء
احناف کی کتابوں کی ورق گردانی کی تو
میں نے پایا کہ تمام وہ مسائل جو ہمارے
درمیان اور احناف کے درمیان مختلف

اَلْمَسَائِلُ الَّتِیْ بَیْنَنَا وَبَیْنَ	ہیں، ان کی تعداد صرف تیرہ[۱۳] ہے۔ ان میں
الْحَنَفِیَّۃِ خِلَافٌ فِیْهَا	سے چھ[۶] حقیقی اور سات[۷] صرف لفظی اختلاف
ثَلَاثَۃَ عَشَرَ مَسْئَلَۃً مِنْهَا	پر مشتمل ہیں اور یہ جو حقیقی اختلافی مسائل
مَعْنَوِیٌّ سِتُّ مَسَائِلَ وَالْبَاقِیْ	ہیں ان میں ہماری مخالفت یا ان کی
لَفْظِیٌّ وَتِلْكَ السِّتَّۃُ الْمَعْنَوِیَّۃُ	مخالفت نہ تو تکفیر کا حکم لگاتی ہے اور
لَا تَقْتَضِیْ مُخَالَفَتُهُمْ	نہ کسی فریق پر بدعت کا حکم لگانے
لَنَا وَلَا مُخَالِفَتُنَا لَهُمْ	کا باعث ہے۔ اس کی تصریح امام
فِیْهَا تَکْفِیْرًا وَلَا	ابومنصور بغدادیؒ نے اور دوسرے
تَبْدِیْعًا صَرَّحَ بِذٰلِكَ	علماء نے کی ہے جس میں احناف اور
الْاُسْتَاذُ اَبُوْمَنْصُوْرِ الْبَغْدَادِیُّ	شوافع دونوں کے علماء شامل ہیں
وَغَیْرُهٗ مِنْ اَئِمَّتِنَا وَاَئِمَّتِهِمْ	اور اس بارہ میں کسی تصریح کی ضرورت
وَهُوَ غَنِیٌّ عَنِ التَّصْرِیْحِ	بھی نہیں کیونکہ یہ بات خود بہت
لِظُهُوْرِهٖ۔[۱]	واضح اور ظاہر ہے۔

اور اسی طرح امام تاج الدین سبکیؒ فرماتے ہیں۔

وَهٰذِهِ الْمَذَاهِبُ الْاَرْبَعَۃُ	اور یہ مذاہب اربعہ بحمداللہ عقیدہ میں
وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ فِی الْعَقَائِدِ وَاحِدَۃٌ	متفق ہیں بجز ان کے جو ان میں سے

---

[۱] طبقات الشافعیۃ الکبریٰ ج ۲ ص ۲۶۱، ۲۶۲ طبع مصر

اِلَّا مَنْ لَحِقَ مِنْهَا بِاَهْلِ الْاِعْتِزَالِ	معتزلہ یا مجسمہ کے ساتھ مل گئے ہیں
اَوِالتَّجْسِیْمِ وَاِلَّا فَجَمْهُوْرُهَا	ورنہ جمہور اہل مذاہب اربعہ حق پر ہیں
عَلَی الْحَقِّ۔ یَقْرَؤُنَ عَقِیْدَۃَ	یہی عقیدہ ابی جعفر طحاوی پڑھتے ہیں
اَبِیْ جَعْفَرِ الطَّحَاوِیِّ الَّتِیْ تَلَقَّاهَا	جس کو علماء نے سلفًا اور خلفًا قبول کیا
الْعُلَمَاءُ سَلَفًا وَّخَلَفًا بِالْقَبُوْلِ	ہے اور اسی عقیدہ کے ساتھ اللہ
وَیَدِیْنُوْنَ اللّٰهَ تَعَالٰی بِرَأْیِ	تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں شیخ ابوالحسن
شَیْخِ السُّنَّةِ اَبِی الْحَسَنِ	اشعری کی رائے کے مطابق کیونکہ
الْاَشْعَرِیِّ الَّذِیْ لَمْ یُعَارِضْهُ	شیخ اشعریؒ کی مخالفت بجز مبتدع
اِلَّا مُبْتَدِعٌ۔[1]	کے دوسرا کوئی نہیں کرتا۔

اور اسی طرح دوسری جگہ فرماتے ہیں :۔

وَهٰؤُلَاءِ الْحَنَفِیَّةُ وَالشَّافِعِیَّةُ	اور یہ حنفی، شافعی، مالکی، اور حنابلہ سب
وَالْمَالِکِیَّةِ وَفُضَلَاءِ الْحَنَابِلَةِ	فضلاء بحمد اللہ سب عقیدہ میں متفق
وَلِلّٰهِ تَعَالَی الْحَمْدُ فِی الْعَقَائِدِ	ہیں اہل سنت والجماعت کی رائے
عَقِیْدَتُهُمْ وَاحِدَۃٌ کُلُّهُمْ عَلٰی	کے مطابق اور شیخ ابوالحسن اشعری کے
رَأْیِ اَهْلِ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ،	طریق پر اسی عقیدہ پر خدا تعالیٰ کے

[1] کتاب معید النعم و مبید النقم ص ۳۲۔ یہ کتاب مصر میں ابن قضیب البانؒ کی کتاب حل العقال کے حاشیہ پر طبع ہوئی ہے۔ ۱۲ سواتی

يَتَدَيَّنُوْنَ اللہ تَعَالٰی بطَرِیْقِ شیخ
السُّنَّتِہ ابی الحسن الاشعری لَا
یحید عَنْہَا اِلَّا رعاع مِنَ الحَنَفِیَّۃ
وَالشَّافِعِیَّۃِ لحِقُوْا بِالْاِعْتِزَالِ وَ
رعاع الحنابلۃِ لحِقُوْا بِاَھْلِ
التَجْسِیْمِ وبرّءَ اللہُ المَالِکِیَّۃَ
فَلَمْ اَرَ مَالِکِیًّا اِلَّا اَشْعَرِیَّ
العَقِیْدَۃِ۔

وَبِالْجُمْلَۃِ عَقِیْدَۃُ الاَشْعَرِیِّ
ھِیَ مَا تَضَمَّنَہٗ عَقِیْدَۃُ اَبِی
جعفر الطحاوی الَّتِیْ تَلَقَّاھَا عُلَمَاءُ
المذاھِبِ بِالْقُبُوْلِ وَرَضُوْھَا
عَقِیْدَۃً وقد ختمنا کتابنا
جمع الجوامع بعقیدۃٍ ذکرنا
انّ سلف الامۃ عَلَیْھَا وَھِیَ
عقیدۃ الطحاوی وَعَقِیْدَۃُ
الطحاوی وعقیدۃُ ابی القاسم

مطیع ہیں، اشعری کی مخالفت کوئی نہیں
کرتا اس عقیدہ سے سوائے ان گھٹیا
اور ردی قسم کے احناف اور شوافع کے
جو معتزلہ سے مل گئے ہیں اور وہ حنابلہ
جو مجسمہ سے مل گئے ہیں اور مالکیوں
کو خدا تعالےٰ نے بری قرار دیا ہے.
کیونکہ میں نے کسی مالکی کو سوائے
اشعری العقیدہ کے نہیں دیکھا۔

الغرض امام اشعری کا عقیدہ وہی
ہے جس پر عقیدہ طحاوی مشتمل ہے
جس کو علماءِ مذاہب نے قبول کیا
ہے اور اسی عقیدہ پر راضی ہوئے ہیں
اور میں نے اپنی کتاب جمع الجوامع کے
خاتمہ میں اس عقیدہ کا ذکر کیا ہے اور
یہ بھی بیان کیا ہے کہ امت کے
سلف جس عقیدہ پر تھے وہ یہی
عقیدہ طحاوی ہے. عقیدہ طحاوی اور

القشیری والعقیدۃ المسمّاۃ بالمرشدۃ مشترکات فی اصولِ اھل السُّنّۃ والجماعۃِ[۱]	عقیدہ ابوالقاسم قشیری، اور عقیدہ جس کا نام مرشدہ ہے یہ سب اصول اہل السّنۃ والجماعت میں مشترک ہیں۔

ائمۂ عقائد:۔

علم عقائد میں اہل سنّت والجماعت کے دو[۲] مشہور امام گزرے ہیں:۔

۱۔ امام ابومنصور محمد بن محمود سمرقندی ماتریدیؒ (متوفی ۳۳۵ھ) سمرقند کے علاقہ میں ماترید ایک قصبہ تھا جہاں یہ امام پیدا ہوئے۔ علم الہُدیٰ (نشانِ ہدایت) ان کا لقب تھا، ماوراء النہر (جیحون) میں اہل سنّت والجماعت کے امام تھے، فقہ میں حنفی مسلک رکھتے تھے اور امام ابونصر عیاضؒ سے شرف تلمذ حاصل کیا تھا، اور وہ امام ابوبکر جوزجانیؒ کے شاگرد تھے، اور انہوں نے امام محمد بن الحسن الشیبانیؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہ کرنے کا فخر و شرف حاصل کیا تھا۔

۲۔ دوسرے امام ابوالحسن الاشعریؒ (یمن کے مشہور قبیلہ اشعر کے جلیل القدر صحابی حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے نسب جا ملتا ہے۔ اس لئے اشعری کہلاتے ہیں) علی بن اسمٰعیل بن ابی بشرؒ (متولد ۲۶۰ھ متوفی ۳۲۴ھ) ہیں، جنہوں نے معتزلہ کے مشہور صاحبِ تصانیف اور صاحبِ قلم امام

---

[۱] کتاب مذکورہ ص۹۶ ۱۲ [۲] نبراس شرح، شرح عقائد نسفی ص۲۳۔

ابو علی جبائی اور دیگر معتزلہ سے علم حاصل کیا۔ اور یہ بھی بیان کیا گیا ہے
کہ چالیس[1] سال تک معتزلہ کے امام رہے آخر ماہِ رمضان المبارک میں
تین دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت نصیب ہوئی
اور ہر بار آپ نے فرمایا اے ابوالحسن ان عقائد کی تائید کرو جو مجھ سے
مروی ہیں۔ چنانچہ خدا تعالےٰ نے دستگیری فرمائی اور انہوں نے مذہب اعتزال
سے توبہ کی اور اہل سنت والجماعت کے عقیدوں کی پرزور تائید شروع کی
حتیٰ کہ اہل اعتزال کے بے بنیاد عقائد کی عمارت متزلزل ہو گئی، سچ
ہے کہ "گھر کا بھیدی لنکا ڈھائے"۔

اشاعرہ اور ماتریدیہ کا علم کلام کے بعض مسائل میں اختلاف ہے، علامہ
سبکیؒ کے بیان کے مطابق ان مسائل کی تعداد تیرہ[۱۳] ہے اور فتوح العقائد مؤلفہ
مولانا فتح محمد برہان پوریؒ ص۹ تا ۱۱ میں ان کی تعداد بارہ تک بتائی گئی ہے، اور پھر
ان کی تفصیل بھی لکھی گئی ہے، لیکن یہ تمام مسائل ایسے ہیں کہ چھان بین کرنے کے بعد
اور فریقین کی بات سمجھ لینے کے، اور ان کی تعبیر پر بغور نگاہ ڈالنے کے بعد صرف
نزاع لفظی ہی ثابت ہوتا ہے اور اصول پر قطعاً کوئی زد نہیں پڑتی، اور امام سبکیؒ
نے اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اہل سنت والجماعت کے تمام مکاتب فکر حنفی، مالکی
شافعی اور حنبلی کے جمہور پیروکاران عقائد پر متفق ہیں اور یہ عقائد قرآن وسنت

---

[1] طبقات الشافعیہ الکبریٰ ج ۲ ص ۲۴۶

میں مذکور ہیں اور حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین عظام اور سلف صالحینؒ ان ہی عقائد پر قائم رہے ہیں اور ان ہی عقیدوں پر خاتمہ کی تمنا کرتے رہے ہیں، حضرت شاہ عبدالعزیزؒ فرماتے ہیں:۔

آنا مذاہب مختلفہ اہل سنت والجماعت مثل اشعریہ وماتریدیہ در عقائد ومثل حنفی، شافعی، مالکی وحنبلی در فقہیات ومثل قادری، چشتی، نقشبندی، سہروردی در سلوک ایں ہمہ را فقیر برحق مے داند۔[1]	اور اہل سنت والجماعت کے مختلف مذاہب جیسا کہ عقائد میں اشعری اور ماتریدی، فقہی مسائل میں حنفی شافعی مالکی اور حنبلی اور سلوک و تصوف میں قادری، چشتی، نقشبندی اور سہروردی فقیر ان سب کو حق پر جانتا ہے۔

گویا عقائد میں اشعریہ، ماتریدیہ، احکام میں مذاہب اربعہ اور اخلاق و احسان میں سلاسل اربعہ کے متبع یہ سب اہل سنت والجماعت ہیں۔

امام طحاویؒ کے حالات:۔

امام طحاوی کی کنیت ابو جعفر ہے۔ نام احمد بن محمد بن سلامہ بن سلمہ بن عبدالملک بن سلمہ بن سلیم بن سلیمان بن جواب ازدی حجری مصری حنفی محدث، فقیہ حافظ الحدیث، یمنی قبیلہ ازد کی شاخ ازد حجر سے تعلق رکھتے تھے کیونکہ اسی قبیلہ کی دوسری شاخ ازد شنوءۃ ہے۔

---

[1] فتاوی عزیزی فارسی ج ۲ ص

مؤرخ سمعانیؒ نے لکھا ہے کہ امام طحاوی کی ولادت ۲۲۹ھ میں ہوئی ہے۔
یہی قول راجح اور صحیح ہے، محدث ابوسعید بن یونسؒ نے بیان کیا ہے کہ امام طحاویؒ
نے خود بیان کیا ہے کہ میری ولادت ۲۲۹ھ میں ہوئی ہے۔ امام ابن کثیرؒ فرماتے
ہیں کہ طحاوی وادیٔ نیل کے ایک گاؤں طحا کی طرف منسوب ہیں، صاحبِ فقہ،
ثبوت، ثقاہت اور حفظ میں بلند مقام رکھتے تھے۔

علامہ عینی حنفی شارح بخاریؒ نے لکھا ہے کہ امام بخاری کی وفات کے وقت
امام طحاوی کی عمر ۲۷ سال تھی، امام مسلم کی وفات کے وقت ۳۲ سال، ابن ماجہ
کی وفات کے وقت ۴۴ سال، ابوداؤد کی وفات کے وقت ۴۶ سال، ترمذی
کی وفات کے وقت ۵۰ سال نسائی کی وفات کے وقت ۷۴ سال تھی، اور امام
احمدؒ کی وفات کے وقت امام طحاوی کی عمر ۱۲ سال تھی، یحییٰ بن معین کی وفات کے
وقت طحاوی صرف چار سال کے تھے۔

امام سمعانی شافعیؒ ان کے متعلق لکھتے ہیں:۔

كَانَ اماماً ثِقَةً ثَبتاً فقيهاً عالِماً لَمْ يخلف مثلہ[1]

کہ وہ امام ثقہ، ثبت، پختہ کار، فقیہ، اور ایسے عالم تھے جنہوں نے اپنے بعد اپنی نظیر نہیں چھوڑی۔

امام یافعی شافعیؒ فرماتے ہیں:۔

---

[1] کتاب الانساب ورق ۳۶۸

برع فی الفقہ والحدیث وصنف التصانیف المفیدۃ[1]

کہ امام طحاویؒ نے فقہ اور حدیث میں بڑی مہارت اور کمال حاصل کیا اور نہایت مفید کتابیں تصنیف کیں۔

امام ابنِ قیمؒ فرماتے ہیں:۔

امام الحنفیۃ فی وقتہ فی الحدیث والفقہ ومعرفۃ اقوالِ السلف[2]

کہ اپنے وقت میں امام طحاوی حدیث فقہ اور اقوال سلف کو جاننے میں حنفیو[ں] کے امام تھے۔

علامہ ذہبیؒ ان کے متعلق فرماتے ہیں:۔

الامام العلامۃ الحافظ صاحب التصانیف البدیعۃ۔[3]

کہ وہ امام، علامہ، حافظ اور عمد[ہ] کتابوں کے مصنف تھے۔

امام مسلمہ بن قاسم اندلسیؒ ان کے متعلق لکھتے ہیں:۔

ثقۃ، جلیلُ القدر فقیہ البدن عالمٌ باختلافِ العلماء بصیرٌ بالتصنیف[4]

ثقہ اور بڑے مرتبہ والے اور فقیہ النفس تھے علماء کے اختلاف کے عالم تھے او[ر] تصنیف کی بڑی بصیرت رکھتے تھے۔

حافظ ابن حجرؒ فرماتے ہیں:۔

---

[1] فوائد البہیہ ص۳۳ [2] اجتماع الجیوش الاسلامیہ ص۹۶ [3] تذکرۃ الحفاظ ج۳ ص[illegible]
[4] لسان المیزان ج۱ ص۲۷۶ [5] لسان المیزان ج۱ ص۲۷۷ ۱۲

وكان اوحد اهل زمانه علمأ[1] کہ اپنے زمانہ میں علم کے اعتبار سے یگانہ تھے۔

حضرت مولانا شاہ عبد العزیز محدث دہلویؒ بستان المحدثین میں فرماتے ہیں کہ امام طحاویؒ کی تصانیف ان کی وسعتِ علم اور معلومات پر دال ہیں اور امام طحاویؒ مجتہد منتسب تھے۔

علامہ شیخ محمد زاہد الکوثریؒ نے ایک رسالہ لکھا ہے جس کا نام الحاوی فی سیرۃ الامام الطحاوی ہے۔ اس میں امام طحاوی کے حالات کافی تفصیل سے ذکر کئے ہیں۔

امام طحاوی کے شیوخ و اساتذہ اور صحاح ستہ کے مصنفین کے رواۃ کے ساتھ ان کا روایت میں اشتراک اور ان کے تلامذہ اور اصحاب اور ہم عصر حضرات کا تذکرہ پوری تفصیل کے ساتھ مقدمہ امانی الاحبار میں بیان کیا گیا ہے۔

امام طحاوی کے والد بھی عالم اور دیندار انسان تھے، امام طحاوی نے اپنے والد سے بھی حدیث سنی ہے، امام طحاوی ابتداءً شافعی المذہب تھے، اور اپنے ماموں حضرت اسمٰعیل مزنیؒ (جو امام شافعیؒ کے تلمیذ خاص اور جانشین تھے) سے تعلیم حاصل کی تھی۔ اور بعد میں تحقیق کرنے سے مذہب حنفی اختیار کر لیا اور اس میں اتنی مہارت حاصل کی کہ وکیل الاحناف بن گئے، جب انہوں نے دیکھا کہ ان کے

---

[1] لسان المیزان ج ۱ ص ۲۷۶

ماموں امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی کتابیں بکثرت مطالعہ کرتے ہیں۔ تو انہوں نے دریافت کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے، ماموں نے بتایا کہ ان میں فقاہت اور علم کی باریک باتیں بہت ہیں اس سے امام طحاوی بھی متاثر ہوئے اور حنفی مسلک اختیار کر لیا۔

حدائق الحنفیہ کے مصنف نے فتاوی برہنہ کے حوالہ سے امام طحاوی کے انتقال مذہب کا یہ سبب بیان کیا ہے کہ اپنے ماموں کے پاس تعلیم حاصل کر رہے تھے سبق میں یہ مسئلہ بھی آیا کہ اگر کوئی حاملہ عورت مرجائے اور اس کے پیٹ میں زندہ بچہ ہو تو امام ابو حنیفہؒ کے برخلاف امام شافعیؒ کے مذہب میں عورت کے پیٹ کو چاک کر کے بچہ کو نکالنا درست اور جائز نہیں امام طحاوی کی ولادت بھی چونکہ اس طریق پر ہوئی تھی، لہٰذا اس مسئلہ سے متاثر ہو کر انہوں نے مذہب حنفی اختیار کر لیا، کیونکہ حنفی مذہب ان کی زندگی کا سبب بنا۔[1]

تحفۃ الاحباب میں ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے، جس سے امام طحاوی کی خداترسی اور نیکی ظاہر ہوتی ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ مصر کا امیر (حاکم وقت) ابو منصور تک حزری جس کو عام طور پر جبار کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ایک روز امام طحاوی کے گھر پر آیا، طحاوی نے اس طرح امیر کو اپنے گھر پر دیکھا۔ تو گھبرا گئے اور نے نہایت اکرام اور اعزاز کا معاملہ کیا اور کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ اپنی بیٹی

[1] حدائق الحنفیہ ص۱۶۵

عقد نکاح آپ کے ساتھ کردوں۔ امام طحاوی نے معذرت کی کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں، امیر نے کہا کچھ مال درکار ہے؟ طحاوی نے کہا نہیں، امیر نے کہا کچھ جاگیر آپ کے نام کردی جائے؟ طحاوی نے کہا نہیں، امیر نے کہا کسی چیز کی ضرورت ہو تو طلب کریں، طحاوی نے کہا اگر میری گذارش پر توجہ کریں تو عرض کروں، امیر نے کہا ضرور، امام طحاوی نے کہا "دین کی حفاظت کرو، مبادا کہیں حدودِ الٰہی سے نہ نکل جاؤ، موت سے پہلے خود کو عذاب سے نجات دینے کی کوشش کرو، بندوں پر ظلم نہ کرو" امیر یہ نصیحت سُن کر چلا گیا اور اہل مصر پر جو زیادتیاں کیا کرتا تھا اُن سے تائب ہو گیا۔

امام طحاوی کی تصانیف:۔

امام طحاوی نے مختلف موضوعات پر نہایت بیش قیمت تصنیفات کی ہیں، چند تصانیف کا ذکر کیا جاتا ہے:۔

۱۔ شرح معانی الآثار:۔ علمِ حدیث کی مشہور درسی کتاب ہے، دار العلوم دیوبند اور مدارس اسلامیہ میں صحاح ستہ کے ساتھ درس میں پڑھائی جاتی ہے۔ بہت عمدہ اور مفید کتاب ہے، امام عینیؒ نے اس کی دو شرحیں لکھی ہیں، موجودہ دور میں اس کی نہایت عمدہ شرح امانی الاحبار حضرت مولانا محمد یوسفؒ شیخ التبلیغ نے لکھنی شروع کی تھی، جس کی دو جلدیں ہی طبع ہو سکی ہیں، افسوس کہ شیخؒ کی وفات کی وجہ سے یہ کام ادھورا رہ گیا۔

۲۔ مشکل الآثار :۔ مختلف اور متعارض احادیث کی تطبیق میں بڑی ضخیم کتاب ہے، صرف چار جلدیں ہی حیدر آباد (دکن) سے شائع ہوئی ہیں، جملہ سات جلدیں ہیں۔

۳۔ مختصر طحاوی :۔ فقہ میں قدوری کی طرح نہایت عمدہ متن ہے۔

۴۔ عقیدۃ الطحاوی :۔ علم عقائد میں یہ رسالہ بہت مشہور ہے، اس کا پورا نام یہ ہے :۔

"بیان اعتقاد اہل السنۃ والجماعت علی مذہب الفقہاء الملت ابی حنیفۃ وابی یوسف ومحمد بن الحسن"

مندرجہ بالا چاروں کتابیں مطبوعہ ہیں۔

۵۔ اختلاف العلماء :۔

۶۔ احکام القرآن : قرآن کی تفسیر ہے، قاضی عیاضؒ نے کہا ہے کہ طحاوی نے اس موضوع پر ایک ہزار ورق لکھے تھے۔

۷۔ کتاب الشروط الکبیر۔

۸۔ کتاب الشروط الاوسط۔

۹۔ النوادر الفقہیہ۔

۱۰۔ کتاب النوادر والحکایات۔

۱۱۔ حکم ارض مکۃ۔

۱۲۔ حکم الفیئ والغنائم۔
۱۳۔ الرد علی کتاب المدلسین۔
۱۴۔ کتاب الاشربہ۔
۱۵۔ الرد علی عیسیٰ بن ابان۔
۱۶۔ اختلاف الروایات۔
۱۷۔ الرزیۃ۔
۱۸۔ شرح الجامع الکبیر۔
۱۹۔ شرح الجامع الصغیر
۲۰۔ کتاب المحاضرات والسجلات۔
۲۱۔ کتاب الوصایا والفرائض۔
۲۲۔ کتاب التاریخ الکبیر
۲۳۔ اخبار ابی حنیفہؒ واصحابہؒ۔
۲۴۔ کتاب النحل۔
۲۵۔ سنن الشافعیؒ:۔ اسی میں امام شافعیؒ کی روایات جمع کی ہیں۔
۲۶۔ التسویۃ بین حدثنا واخبرنا۔
۲۷۔ صحیح الآثار
۲۸۔ الرد علیٰ ابی عبید: علم انساب میں ہے۔

اوّل الذکر چار کتابوں کے علاوہ باقی کتابیں ہمارے مطالعہ میں نہیں آئیں۔ واللہ اعلم ان میں کون کون سی مطبوعہ یا غیر مطبوعہ ہیں۔

وفات :۔

امام طحاویؒ کی وفات ماہِ ذیقعدہ جمعرات کی شب ۳۲۱ھ میں ہوئی۔ اور قرافہ (مصر کا ایک علاقہ) میں تدفین ہوئی۔ آپ کی تاریخ وفات بعض نے نورِ دنیا اور فقیہہ نے عدیل لکھی ہے۔ رحمہ اللہ رحمۃً واسعۃً۔

التماس :۔

ناظرین کرام اور ہمدردان ملّت سے التماس ہے کہ چھوٹے بچے اور بچیاں جو ابتدائی درجوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ جب اتنی اُردو پڑھ لیں۔ کہ اس رسالہ کا ترجمہ سمجھ سکیں تو ان کو یہ عقائد پڑھا دیئے جائیں اور یاد کرا دیئے جائیں۔ تاکہ ان کے دل پر ہمیشہ کے لئے نقش ہو جائیں، اور آنے والی زندگی میں ان کو کام دے سکیں۔

وَاللہ الموفق والمعین

عبدالحمید سواتی۔ خادم مدرسہ نصرۃ العلوم
گوجرانوالہ شہر

یوم الخمیس ۲۵ ر رجب ۱۳۹۱ھ

اہل سنّت والجماعت کے عقائد

بیان السُنّۃ

المعروف بہ

عقیدۃ الطحاوی

○

للامام حجۃ الاسلام حافظ الحدیث ابی جعفر احمد بن محمد بن سلامہ

الازدی المصری الطحاوی [۲۲۹ھ۔۳۲۱ھ]

○

ترجمہ

از احقر عبد الحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم

○

ناشر ○ ادارہ نشر واشاعت ○ مدرسہ نصرۃ العلوم ○ گوجرانوالہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قَالَ الشیخُ الاِمَامُ الفَقِیْہُ علم الاَنَامِ حجۃُ الاسلام ابوجعفر الوراقُ الطحاوی والمصری رحمہ اللہ هذا ذکرُ بیانِ عقیدۃِ اھل السُّنّۃِ والجماعۃِ علیٰ مذھبِ فقھاءِ المِلّۃِ ابی حنیفۃ النعمان بن الثابت الکوفی وابی یوسف یعقوب بن ابراھیم الانصاری وابی عبد اللہ محمد بن الحسن الشیبانی رضوان اللہ علیہم اجمعین وَمَا یعتقدونَ مِنْ اصولِ الدین ویدینونَ اللہَ بہٖ لِرَبِّ العالَمِینَ ٥

حضرت امام ابوجعفر طحاویؒ نے فرمایا ہے کہ اس کتابچہ میں جو کچھ لکھا گیا ہے، یہ اہل سنت والجماعت کے اُس عقیدہ کا بیان ہے، جو فقہاء ملت ائمہ احناف حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ کے مذہب کے مطابق ہے۔ نیز اس میں وہ اصول دین بھی ذکر کئے گئے ہیں جن پر یہ ائمہ اعتقاد رکھتے ہیں، اور ان کے مطابق اللہ رب العالمین کی اطاعت کرتے ہیں۔

نقول فی توحید اللہ معتقدین
بتوفیق اللہ، إن اللہ واحدٌ
لا شریك لہ ولا شیئ مثلہ
ولا شیئ یعجزہ ولا الٰہ غیرہ
قدیمٌ بلا ابتداء، دائمٌ بلا
انتہاء لا یفنی لا یبید ولا
یکون إلا ما یرید لا تبلغہ
الاوہام ولا تدرکہ الافہام
ولا یشبہہ الانام، حیٌّ لا
یموت، قیوم لا ینام خالقٌ
بلا حاجۃٍ رازقٌ بلا مؤنۃٍ
ممیتٌ بلا مخافۃٍ، باعثٌ
بلا مشقۃٍ، مازال بصفاتہٖ
قدیماً قبل خلقہٖ، لم یزدد
بکونہم شیئاً لم یکن
قبلہم، من صفاتہٖ۔

چنانچہ یہ بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم اللہ
تعالیٰ کی بخشی ہوئی توفیق سے اللہ کی
توحید کے بارہ میں یہ اعتقاد رکھتے ہیں
کہ اللہ واحد (تنہا) ہے اس کا کوئی
شریک نہیں، کوئی چیز اس کے مانند
نہیں ہے، نہ کوئی چیز اس کو عاجز کر
سکتی ہے اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔
وہ قدیم ازلی ہے جس کی ابتدا نہیں،
وہ ابدی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں،
اس پر فنا اور ہلاکت نہیں، کوئی بات
اس کے ارادہ کے بغیر نہیں ہوتی، اس
تک وہم کی رسائی نہیں، اور نہ عقل و
فہم اس کا ادراک کر سکتے ہیں، اور مخلوقات
بھی اس کے مانند نہیں، وہ زندہ ہے
جس پر موت نہیں، وہ قیوم (خود
قائم اور سب چیزوں کو قائم رکھنے والا)
ہے جس پر نیند طاری نہیں ہوتی، وہ

خالق یعنی پیدا کرنے والا ہے لیکن بغیر احتیاج کے (یعنی اس کو کسی کے پیدا کرنے کی ضرورت نہیں) وہ رازق ہے بغیر تکلیف اٹھائے (یعنی روزی بہم پہنچانے میں اُسے کوئی تکلیف اور مشقّت اُٹھانا نہیں پڑتی) وہ مارنے والا ہے بغیر کسی خوف کے، وہ دوبارہ اٹھانے والا ہے بغیر مشقّت کے (مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے بھی) وہ ہمیشہ سے اپنی صفات کے ساتھ قدیم ہے۔ مخلوقات کے پیدا کرنے سے اس کی صفات میں کسی چیز کا بھی اضافہ نہیں ہوا جو پہلے نہ تھا۔

وَکَمَا کَانَ بِصِفَاتِہٖ اَزَلِیًّا کَذٰلِکَ لَا یَزَالُ عَلَیْھَا اَبَدِیًّا لَیْسَ مُنْذُ خَلَقَ الْخَلْقَ اسْتَفَادَ اسْمَ الْخَالِقِ، وَلَا بِاِحْدَاثِہٖ الْبَرِیَّۃَ اِسْتَفَادَ

اور جیسا کہ وہ اپنی صفات کے ساتھ ازلی ہے اسی طرح ان صفات کے ساتھ ابدی بھی ہے، اور وہ ایسا نہیں کہ مخلوق کو پیدا کرنے کے بعد اس نے خالق کا اسم

اسمَ البارى، لهُ معنى الربوبيّةِ
وَلا مربوبَ، ومعنى الخالقيةِ
وَلا مخلوقَ، وكما انه محى الموتىٰ
بعدما اَحْيَا استحقَّ هذا الاِسم
قَبلَ احيائِهِمْ، كذالك استحق
اسم الخالق قبل انشائِهمْ،
ذلك بانهٗ على كل شيءٍ قديرٌ
وَكل شيءٍ اليه فقير وكل امرٍ
عليه يسيرٌ، لا يحتاج الىٰ شيءٍ
ليس كمثله شيءٌ وَهُوَ السميعُ
البصير، خلقَ الخلقَ و قدّر
لهم اقدارًا وضربَ لهم
آجَالًا، لم يخفَ عَلَيْهِ شيءٌ
قبل ان خلقهم وَعَلِمَ ما هم
عَاملونَ قبل اَنْ يَخْلُقَهُمْ و
امرهم بطاعتهِ وَنَهَاهُمْ عَنْ
معصيته وكل شيءٍ يجري

استفادہ کیا ہو، اور نہ مخلوق کو بنانے
کے بعد اس نے باری کے اسم کا استفادہ
کیا ہے اس کے لئے اس وقت بھی معنی
ربوبیت (صفت ربوبیت) کی تھی
جب کہ کوئی مربوب (پرورده)
نہ تھا اور معنی خالقیت اس کے لئے
تھا جبکہ کوئی مخلوق نہ تھی، اور جس طرح
وہ مردوں کو زندہ کرنے کے بعد اس
اسم کا حقدار ہے اسی طرح ان کے زندہ
کرنے سے پہلے بھی تھا، اور اسی طرح
اسم خالق کا مستحق وہ ان کے پیدا کرنے
سے پہلے بھی تھا، اس لئے کہ وہ ہر
چیز پر قادر ہے۔ اور ہر چیز اس کی
محتاج ہے، اس پر ہر کام آسان ہے
وہ کسی چیز کا محتاج نہیں اور اس کی مانند
کوئی چیز نہیں، وہی سننے اور دیکھنے
والا ہے، اس نے مخلوق کو اپنے علم کے

بِقُدْرَتِہٖ وَ مشیئتِہٖ ومشیئتُہٗ تنفُذُ، لا مشیئتہ للعبادِ الا مَاشاء لهم، فما شاءَ لهُمْ کان ومالم یَشَأ لم یَکُنْ۔

ساتھ پیدا کیا ہے، اور سب کی اس نے تقدیر ٹھہرائی ہے، اور ان کی عمریں مقرر کی ہیں، ان کے پیدا کرنے سے پہلے بھی کوئی چیز اس سے پوشیدہ نہ تھی اور اللہ تعالیٰ ان کے پیدا کرنے سے پہلے بھی جانتا تھا، کہ وہ کیا کچھ کام کرنے والے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اپنی معصیت سے منع کیا ہے، ہر چیز اس قدرت اور مشیئت سے جاری ہوتی ہے، اسی کی مشیئت نافذ ہے اور بندوں کی مشیئت کوئی نہیں بجز اس کے جو وہ چاہے ان کے لئے پس وہ ان کے لئے جو چاہے وہی ہوتا ہے اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔

یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ، ویعصِمُ ویُعَافِیْ فضلاً، ویُضِلُّ مَنْ یَّشَاءُ ویَخْذُل ویَبْتَلِی من یشاءُ عَدْلاً، وکلّھم

اللہ تعالیٰ ہدایت دیتا ہے جسے چاہے اور (گناہ کی آلودگی سے) بچاتا ہے اور اپنے فضل سے اسے عافیت بخشتا ہے۔

يتقلبون في مشيئته بين فضله
وعدله، لاراد لقضائه،
ولا معقب لحكمه ولا غالب
له آمنا بذلك كله، وايقنا
ان كلا من عنده، وانّ محمدا
صلى الله عليه وسلم عبده
المصطفى ونبيه المجتبى و
رسوله المرتضى، خاتم الانبياء
وامام الاتقياء وسيد المرسلين
وحبيب رب العالمين، وكل
دعوة نبوة بعد نبوته فغيّ
وهوى وهو المبعوث الى
عامة الجن وكافة الورى بالحق
والهدى وانّ القرآن كلام الله
تعالى، منه بدا بلا كيفية
قولًا وانزله على نبيه وحيًا و
صدقه المؤمنون على ذلك حقًا.

اور جس کو چاہتا ہے۔ (اس کو سوءِ استعداد
کی وجہ سے) گمراہ اور رسوا کرتا ہے۔
اور اُسے ابتلاء وآزمائش میں ڈال دیتا
ہے، اور سب پلٹتے ہیں اس کی مشیئت
میں اس کے فضل وعدل کے درمیان
اس کے فیصلہ کو کوئی روک نہیں سکتا
اور اس کے حکم کو کوئی پیچھے ہٹا نہیں
سکتا، اور اللہ کے حکم پر کوئی غالب
نہیں آسکتا، ہم ان سب باتوں پر ایمان
لائے ہیں اور یقین رکھتے ہیں کہ یہ سب
باتیں اُسی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں۔
اور بیشک حضرت محمد صلی اللہ علیہ
وسلم اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ اور منتخب
بندے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ
رسول ہیں خاتم الانبیاء ہیں، تمام
اتقیاء کے امام، سب رسولوں کے
سردار اور رب العالمین کے محبوب ہیں۔

وَاَیْقنوا، انہ کلام اللہ تعالے بالحقیقۃ، وَلیس بمخلوقٍ لکلامِ البریۃ، فمَنْ سَمِعَہٗ فزعَم انَّہٗ کلامُ البشرِ فقد کَفَرَ، وَ قد ذمّہٗ اللہ تعالےٰ وَعَابَہٗ واَوْعدَ عَذابَہٗ۔

آپ کی نبوت کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دعویٰ گمراہی اور خواہش نفس کی پیروی ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عام جنات اور تمام انسانوں کی طرف حق اور ہدایت کے ساتھ بھیجے گئے ہیں۔ اور بے شک قرآن اللہ تعالےٰ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ سے ہی ظاہر ہوا ہے قول کی شکل میں لیکن بلا کیفیت (قرآن کے نزول اور حروف کی شکل میں متشکل ہونا اس کی کیفیت کوئی نہیں جان سکتا) اللہ تعالیٰ نے اس قرآن کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی کی شکل میں نازل فرمایا ہے اور مومنین نے ٹھیک طریق پر اس کی تصدیق کی ہے اور وہ اس بات پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ قرآن حقیقۃً اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، یہ مخلوق نہیں جیسا کہ مخلوقات کا کلام

ہوتا ہے، جس نے اس قرآن کو سنا
اور یہ خیال کیا کہ یہ بشر (انسان) کا کلام
ہے، تو وہ کافر ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے
شخص کی مذمت کی ہے، اس کی برائی
بیان کی ہے اور اسے عذاب کی وعید
سنائی ہے۔

حيث قال سَأُصليه سَقَرَ فلما
اوعد الله تعالىٰ بِسَقَر لِمَنْ
قَالَ "إِنْ هٰذا إِلَّا قولُ البشر"
عَلِمنا انهُ قولُ خالِقِ البَشر،
ولا يشبهه قول البشر ومَن
وصف الله تعالىٰ بمعنًى مِنْ
معاني البشرِ فقد كفر. فَمَنْ
اَبْصَرَ هذا فقد اعتبر وعن
مثل قول الكفار اِنزجَرَ، و
عَلِمَ اَنَّ اللهَ تعالىٰ بصفاته
ليس كالبَشرِ وَالرُّؤيةُ

جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ کہ
میں ایسے شخص کو دوزخ میں داخل کروں گا،
پس جب اللہ تعالیٰ نے ایسے شخص کو جو
قرآن کے بارہ میں کہتا ہے کہ یہ انسان
کا کلام ہے، دوزخ کی وعید سنائی
ہے تو معلوم ہوا کہ یہ انسان کا نہیں بلکہ
انسانوں کو پیدا کرنے والے کا کلام
ہے اور انسان کا کلام اس سے مشابہت
نہیں رکھتا۔
اور جس شخص نے اللہ تعالیٰ کا وصف
ایسے معنی اور صفت کیساتھ کیا جو انسانوں

حقٌّ لاهلِ الجنّةِ بغيرِ احاطةٍ
ولا كيفيةٍ كما نطقَ به كتابُ
ربّنا "وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ
الىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" وتفسيرُهٗ
علىٰ ما اراد الله تعالىٰ وعلمهٗ
وكلّ ما جاء في ذلكَ من الحديثِ
الصحيحِ عَنْ رسولِ الله صلى الله
عليه وسلم فهُوَ كما قالَ، ومعناهُ
علىٰ ما اراد ولا ندخُلُ في ذلكَ
مُتأوّلينَ بآرائنا ولا متوهّمينَ
باهوائنا فانّه ما سلم في دينه
الا من سلّمَ الله عزّ وجل و
لرسوله وردّ علمَ ما اشتبهَ
عليه الىٰ عالمه۔

میں پایا جاتا ہے تو ایسا شخص کافر ہوگا۔
پس جس شخص نے اس بات کو بصیرت
کی آنکھ سے دیکھا اس نے عبرت
حاصل کی اور کافروں جیسی بات کہنے
سے باز آیا اور اس نے جان لیا کہ اللہ
تعالیٰ اپنی صفات کے ساتھ انسانوں
کے ساتھ مشابہت نہیں رکھتا۔ اور
اللہ تعالیٰ کا دیدار اہل جنت کے لئے
بغیر احاطہ کرنے کے اور بغیر کیفیت
کے برحق ہے، جیسا کہ ہمارے پروردگار
کی کتاب نے اس کو بیان کیا ہے۔ کہ
کئی چہرے اس دن تروتازہ ہوں گے
اور اپنے پروردگار کی طرف دیکھنے والے
ہوں گے، اور دیدار و رؤیت کی
تفسیر و تشریح اسی طرح درست ہوگی
جس طرح اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا ہے
اور اس بارہ میں جو رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم سے صحیح حدیث آئی ہے تو وہ
اسی طرح برحق ہے اور اس کا معنی
وہی ہے جو آپ نے ارادہ کیا ہم
اس سلسلہ میں اپنی رائے کے ساتھ تاویل
نہیں کرتے اور نہ اپنی خواہشات کے
ساتھ وہم میں پڑتے ہیں کیونکہ دین
میں وہی آدمی بچا ہے جس نے اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے
سامنے سر تسلیم خم کیا ہے، اور جو چیز
اس کے نزدیک مشتبہ ہو اس کو اس
کے جاننے والے کی طرف سونپ دے۔

ولا تثبتُ قدم الاسلام الا
علیٰ ظهر التسليم والاستسلام
فَمَنْ رَامَ علم ما حجر عنه
علمهٗ ولم يَقنَعْ بالتسليم فهمه حجبه
مرامه عن خالص التوحيد و
صافی المعرفة وصحيح الايمان

اور اسلام کا قدم پختہ اور ثابت نہیں رہ
سکتا مگر تسلیم اور انقیاد کی پشت پر،
اب جو آدمی اس چیز کے علم کا قصد کرتا
ہے جس کے علم سے اُسے منع کیا گیا ہے
اور اس کا فہم تسلیم پر قناعت نہ کرے
تو اس کو یہ مقصد خالص توحید، صاف

فیتذبذبُ بین الکفرِ والایمان
والتصدیق والتکذیب والاقرار
والانکارِ مُوسوِسًا تائِهًا شاکًا
زائِغًا، لامؤمنًا مصدقًا ولا
جاحدًا مکذبًا، ولا یَصِحُّ الایمانُ
بالرؤیةِ لاهل دار الاسلام لمن
اِعْتبرَهَا منهم بوهمٍ، اوتاوّلها بفهمٍ
اِذْکان تأویل الرؤیة وتاویل کل
معنی یضاف الی الربوبیةِ لا یصح
الایمانُ بالرؤیةِ الابترک التاویل و
لزوم التسلیم وعلیه دِین المرسلین و
من لم یتوقَّ النفی والتشبیهَ زلَّ ولم
یصب التنزیه فانّ ربّنا جل وعلا
موصوف بصفات الوحدانیّةِ،
منعوت بنعوت الفردانیه
لیس بمعناه احدٌ مِنَ
البریةِ، تعالی عن الحدودِ

معرفت اور صحیح ایمان سے روک دیگا۔
تو ایسا آدمی کفر اور ایمان، تصدیق و
تکذیب، اقرار و انکار کے درمیان
متذبذب اور متردد اور وسوسہ میں
مبتلا ہوکر حیران و سرگردان رہے گا،
شک میں پڑا ہوا کج رو اور گمراہ ہوگا۔
نہ تو وہ مؤمن تصدیق کرنے والا ہوگا
اور نہ منکر جھٹلانے والا ہوگا، اور اہل
ایمان میں سے جو آدمی اپنے وہم کے
ساتھ رؤیت کا اعتبار کرے گا۔
اپنے فہم (ناقص) کے ساتھ اسکی تاویل
کرے گا تو اس کا ایمان صحیح نہ ہوگا
اس لئے کہ رؤیت کی تاویل کرنا ہر
اس صفت کی تاویل کرنا جو ربوبیت
کی طرف منسوب ہے اس سے ایمان درست
نہیں ہوگا سوائے اس کے کہ تاویل ترک
کردے اور تسلیم کو لازم پکڑے، انبیاء اور

والغاياتِ وَالارکانِ وَالاعضاء
والادوات، لاتحویه الجهات
الستّ کسائرِ المبتدعات -

رسل علیہم السلام کا دین اسی عقیدہ پر ہے
اور جو آدمی (جن چیزوں کی نفی کرنا اللہ
تعالیٰ کی ذات سے ضروری ہے ایسی
چیزوں کی) نفی سے نہیں بچے گا اور
اسی طرح جو تشبیہ (اللہ تعالیٰ کو مخلوق
میں سے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دینے)
سے نہیں بچے گا تو ایسا آدمی راہِ راست
سے پھسل جائیگا اور (اللہ تعالیٰ کی)
تنزیہہ کو نہیں پاسکے گا۔ کیونکہ ہمارا
پروردگار وحدانیت کی صفات کے
ساتھ موصوف ہے اور فردانیت
کی نعوت کے ساتھ متصف ہے، اللہ
تعالیٰ کی صفت کی طرح مخلوق میں
سے کوئی نہیں۔ اللہ تعالیٰ حد وغایت،
اعضاء وارکان اور آلات سے بلند وبرتر
ہے۔ جہاتِ ستہ (فوق، تحت،
قدام، خلف، یمین، یسار) اس کا

احاطہ نہیں کرتیں۔ جیسا کہ تمام مخلوقات کا احاطہ کرتی ہیں۔

والمعراجُ حق قد اسریَ بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وعرج بشخصہ فی الیقظۃِ الی السماءِ ثم الیٰ حیث شاء اللہ من العُلیٰ واکرمہ انہ سبحانہ وتعالیٰ بما شاء واوحیٰ الیٰ عبدہٖ ما اوحیٰ۔

اور معراج برحق ہے، جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو رات کے وقت سیر کرائی، بیداری کی حالت میں آپ کے شخص یعنی جسد مبارک کو آسمان دنیا تک اوپر لے جایا گیا، پھر وہاں سے آگے جہاں تک اللہ تعالیٰ نے چاہا بلندیوں پر آپ کو لیجایا گیا، اور جس چیز کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے چاہا آپ کو بزرگی بخشی، اور اللہ تعالیٰ نے (وہاں) اپنے بندہ پر جو چاہا وحی نازل فرمائی۔

والحوض الذی اکرمہ اللہ تعالیٰ بہ غیاثا لامتہ، والشفاعۃُ التی ادّخرھا لھم حق کما روی فی الاخبار والمیثاقُ الذی اخذہ اللہ تعالیٰ من آدم علیہ السّلام و

اور حوض (کوثر) بھی برحق ہے، جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو آپ کی امت کی تکلیف دور کرنے اور پیاس بجھانے کیلئے عزت بخشی ہے، اور شفاعت

بيته حق، وقد علم الله فيما لم يزل عدد من يدخل الجنة ويدخل النار جملة واحدة ولا يزاد في ذلك العدد ولا ينقص منه وكذلك افعالهم فيما علم منهم ان يفعلوه وكل ميسر لما خلق له والاعمال بالخواتيم والسعيد من سعد بقضاء الله والشقي من شقي بقضاء الله۔

بھی حق ہے جس کو جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کے لئے ذخیرہ بنا کر رکھا ہے جس طرح کہ احادیث میں وارد ہوا ہے۔

اور وہ میثاق بھی حق ہے جو اللہ تعالے نے حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی اولاد سے لیا تھا اور اللہ تعالے دفعۃً ازل ہی سے جانتا ہے کہ کتنے آدمی جنت میں اور کتنے آدمی دوزخ میں داخل ہوں گے، ان کی تعداد میں کمی بیشی نہیں ہو سکتی اور اسی طرح بندوں کے افعال واعمال کو بھی اللہ تعالیٰ ان کے کرنے سے پہلے ہی جانتا ہے اور ہر ایک کو اس کام کی توفیق ملتی ہے، جس کے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے۔ اور اعمال کی دارومدار تو خاتمہ پر ہے، اور سعید (نیک بخت) وہ ہے جو اللہ تعالے

کے فیصلہ سے نیک بخت ہوا اور شقی (بدبخت) بھی وہی ہے جو اللہ تعالےٰ کے فیصلہ سے بدبخت ہوا۔

واصل القدر سرّ الله تعالٰی فی خلقه لم يطلع علی ذلك ملكٌ مقرّبٌ ولا نبیٌّ مرسلٌ والتّعمق فی ذلك ذريعةُ الخذلان وسلم الحرمانِ ودرجة الطغيان فالحذر كل الحذر من ذلك نظرًا وفكرًا او وسوسةً فان الله طوٰی عِلمَ القدر عن انامِه ونهاهم، عن مرامِه كما قالَ" لا يُسئَل عمّا يفعلُ

اور تقدیر[1] کی اصل یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا ایک راز ہے، اس کی مخلوق میں اس پر اللہ تعالیٰ نے کسی مقرب فرشتہ کو نبی اور رسول کو مطلع نہیں کیا، اس میں تعمق باریک طریقہ سے اس میں غور کرنا) اور نظر و فکر کرنا خذلان (رسوائی) کا ذریعہ ہے اور محرومی کی سیڑھی ہے اور سرکشی میں قدم رکھنا ہے، پس اس میں نظر و فکر کرنے یا وسوسہ سے بچو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تقدیر کا علم اپنی

[1] اور امام نوویؒ نے شرح مسلم ج ۲ ص ۳۳۴ میں لکھا ہے کہ:۔

وَقد طوی الله تعالیٰ علم القدر عن العالم فلم يعلمه نبی مرسل ولا ملك مقربٌ.

اللہ تعالیٰ نے تقدیر کا علم تمام عالم سے لپیٹ دیا ہے (پوشیدہ کر دیا ہے) اسکو نہ تو کوئی نبی مرسل جانتا ہے اور نہ کوئی مقرب فرشتہ (سواتی)

...م يُسْئَلون فمن سئل
...م فعل فقد ردّ حكم الكتاب
...ن ردّ حكم الكِتابِ كان
...نَ الكافرين فهذه جملة
يحتاجُ اليه من هُوَ منوّرٌ
...لبُهُ من اولياءِ الله تعالىٰ و
...ى دَرَجةُ الرّاسخين فى العلم۔

مخلوق سے لپیٹ دیا ہے (مخفی کردیا ہے)
اور اس مقصد کو حاصل کرنے سے روک
دیا ہے، جیسا کہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس
سے سوال نہیں کیا جاسکتا۔ اس
کے بارہ میں جو وہ کرتا ہے۔ اور لوگوں
سے سوال کیا جائے گا، پس جس شخص
نے یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا
کیوں کیا ہے، تو اس شخص نے اللہ
کی کتاب کے حکم کو رد کیا اور جس نے اللہ
کی کتاب کے حکم کو رد کیا وہ کافر ہوا۔ یہ
یہ سب باتیں وہ ہیں کہ ان کی طرف
محتاج ہیں اللہ تعالیٰ کے اولیاء جن
کے دل نورِ ایمان سے منور ہیں، اور
یہی راسخین فی العلم (علم میں مضبوط
اور پختہ لوگوں) کا درجہ ہے۔

لانّ العلم عِلمانِ۔ عِلمٌ فى الخلق
موجودٌ وعلمٌ فى الخلق مفقودٌ

کیونکہ علم ۲ دو قسم ہے ایک علم وہ ہے
جو مخلوق میں موجود ہے اور دوسرا علم

فانكار العلم الموجود كفرٌ وادّعاءُ
العلم المفقود كفرٌ، ولا يصحّ
الايمانُ الا بقبول العلم الموجود
وترك العلم المفقود ونؤمن
باللوح والقلم وبجميع ما فيه
قد رقم فلو اجتمع الخلقُ كلّهم
على شيئٍ كتبهُ الله تعالى فيه
انه كائن ليجعلوهُ غيرَ كائنٍ لم
يقدروا عليه، ولو اجتمعوا
كلهم على ما لم يكتبه اللهُ فيه

وہ جو مخلوق میں مفقود ہے[1] (موجود نہیں ہے)
پس موجود علم کا انکار کفر ہے اور اسی طرح
مفقود علم کا دعویٰ کرنا بھی کفر ہے (یعنی
جو علم وحی کے ذریعہ مخلوق کو معلوم ہوا
ہے مثلاً پیغمبروں کی زبانی اور کتب الٰہیہ
سے، اس کا انکار کفر ہے اور اسی طرح
جو علم مخلوق سے پوشیدہ ہے (علم الغیب)
اس کا دعویٰ کرنا بھی کفر ہے) اور ایمان
درست نہیں ہو سکتا جب تک موجود
علم کو قبول نہ کرے اور پوشیدہ علم

---

[1] امام طحاویؒ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آخری باجماعت نماز کے بارے میں بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

تلك الصلوٰة (التي صلاها رسول الله صلى الله عليه وسلم آخرًا) كانت صلوٰةً يجهر فيها بالقراءة ولولا ذلك لما علم رسول الله صلى الله عليه وسلم الموضع الذي انتهى اليه ابوبكرؓ من القراءة ولا علم من خلف ابي بكرؓ (شرح معاني الآثار ج ۱ ص۲۳۶)

وہ نماز (جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخر میں پڑھی تھی) قراءۃ بالجہر والی نماز تھی کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا (قراءۃ بالجہر نہ ہوتی) تو نہ حضور نبی کریمؐ کو پتہ چلتا کہ ابوبکرؓ کہاں تک پہنچے ہیں اور نہ پیچھے پڑھنے والے لوگوں کو پتہ چلتا ـــ امام طحاویؒ نے کس طرح علم غیب کی نفی کی ہے بہت واضح ہے (سواتی)

بعلوہٖ کائنًا لم یقدروا علیہ
جفّ القلم بما ھو کائنٌ الی یوم
قیامۃ و ما اخطأ العبد لم یکن
لیصیبہٗ و ما اصابہ لم یکن
لیخطئہٗ۔

کو ترک نہ کر دے، اور ہم لوح و قلم پر بھی
ایمان رکھتے ہیں اور جو کچھ اس میں درج ہے
اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں پس جو چیز لوح
میں لکھی ہوئی ہے۔ کہ یہ ہو کر رہے گی اگر
ساری مخلوق جمع ہو کر اس کو روکنا چاہے
تو بھی اس پر قادر نہ ہو گی اور اسی طرح
جو چیز اللہ تعالیٰ نے لوح میں لکھی نہیں۔
اگر ساری مخلوق اکٹھی ہو کر اس کو موجود
کرنا چاہے تو اس پر قادر نہ ہو گی قیامت
تک پیش آنے والے واقعات درج
کرنے کے بعد قلم خشک ہو چکا ہے جو
چیز بندے سے خطا کر جائے یعنی اس
کو نہ پہنچے وہ اس کو کبھی پہنچنے والی
نہ تھی، اور جو چیز اس کو پہنچی ہے وہ
اس سے کبھی خطا کرنے والی نہ تھی۔

وعلى العبد ان یعلم اَنّ اللہ تعالیٰ
سبق علمہٗ فی کلّ کائنٍ من خلقہٖ

اور بندے پر لازم ہے کہ اس بات
کو جان لے کہ اللہ تعالیٰ کا علم اس [illegible]

فقدّر ذلك بمشيئته تقديرًا
محكمًا مبرمًا، ليس له ناقضٌ
وَلَا مُعقِّبٌ ولا مزِيلٌ وَلَا
مغيّر ولا محول ولا زائد ولا
ناقص، مِن خلقه في سمٰوٰتِه
وارضِه، ولا يكون مكوّن الا
بتكوينه والتكوين لا يكون
اِلَّا حسنًا جميلًا وذلك من عقدِ
الايمانِ، واصول المعرفة۔
وَالاعتراف بتوحيد اللّٰه تعالىٰ
وربوبيتِه كما قال اللّٰه تعالىٰ" و
خَلَقَ كُلَّ شَيئٍ فَقَدَّرَهٗ تَقدِيرًا"
وقال تعالىٰ "وكانَ اَمرُ اللّٰهِ قدرًا
مقدورًا" فَوَيلٌ لِمَن صار اللّٰه
في القدر خصيمًا واحضر للنظر
فيه قلبًا سقيمًا لقد اِلتمسَ
بِوهمِه في فحصِ الغَيبِ سرًا

مخلوق میں سے ہر موجود ہونے وا[لی]
چیز سے متعلق پہلے ہی موجود ہے۔
اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو اپنی مشیئت کے
ساتھ محکم اور قطعی تقدیر کے ساتھ ایک
انداز سے مقدر کیا ہے، جس کو کوئی توڑنے
والا نہیں اور نہ اس کو کوئی پیچھے ہٹانے
والا اور زائل کرنے والا ہے اور نہ اس
میں کسی قسم کا تغیر و تبدل کرنے والا
نہ اس کو کوئی پھیرنے والا ہے، اور نہ
اس میں کوئی زیادتی اور کمی کرنے والا
اس کی ارضی اور سماوی مخلوق میں سے کوئی
بھی اس کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور کوئی
بنایا ہوا (مخلوق)، اس کے بنانے کے
بغیر نہیں ہوسکتا، یہ تکوین (بنانا او[ر]
ایجاد کرنا) نہیں ہے مگر حسن اور جمیل یعنی
بہتر اور خوب ہے اس میں کسی قسم کا نقص
یا عیب نہیں، (عیب اور نقص اگر

كتيمًا وعاد كما قال فيه افّاكا اثيمًا۔

ہو گا تو وہ مخلوق کے فعل میں ہو گا خدا تعالیٰ کا کام سراسر حسن و خوبی پر مشتمل ہے)
اور یہ باب ایمان کی بنیاد اور معرفت کے اصول میں داخل ہے اور اللہ تعالیٰ کی توحید اور اسکی ربوبیت کے اعتراف پر مشتمل ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے۔ "اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے اور اس کی خاص تقدیر ٹھہرائی ہے، نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے، اللہ تعالیٰ کی بات طے شدہ تقدیر کے مطابق ہے، پس ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو تقدیر کے بارہ میں اللہ کا مخالف بن گیا اور اس نے تقدیر میں غور و فکر کرنے کے لئے اپنے بیمار (روگی اور منکر یا شک کرنے والے) دل کو مصروف کیا اور اس شخص نے محض اپنے وہم کے ساتھ غائب امور کی کرید میں ایک پوشیدہ اور مخفی راز کو تلاش کرنے کی کوشش کی

اور جو بات اس نے اس بارہ میں کہی ہے اس کی وجہ سے وہ جھوٹ باندھنے والا گنہگار ثابت ہوا۔

والعرش والکرسیُ حقٌّ کما بَیَّنَ اللہ تعالیٰ فی کتابہٖ وھو جلّ جلالہٗ مستغنٍ عنِ العرش ومادونہٗ، محیطٌ بکلِّ شیءٍ وفوقہٗ وقد اعجزعنِ الاحاطۃِ خلقہٗ۔ ونقولُ انَّ اللہَ تعالیٰ اتّخذَ ابراھیم خلیلاً وکلّم موسیٰ تکلیمًا ایمانًا وتصدیقًا وتسلیمًا، نؤمنُ بالملائکۃِ و النّبیّین وَالکُتُبِ المنزّلَۃِ علی المرسلین، ونشھدُ انّھم علی الحقِّ المبین وَنُسمّی اھلَ قبلتنا مسلمین مؤمنین ماداموا بما جاء بہ النبیُّ صلی اللہ علیہ وسلّم

عرش اور کرسی برحق ہیں جیساکہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب (قرآن مجید) میں اس کا بیان فرمایا ہے، باوجود اس کے کہ اللہ تعالےٰ عرش اور مادون عرش سے مستغنی ہے اور وہ ہر چیز کا ہر جانب سے احاطہ کرنے والا ہے، اور اس کی مخلوق اس کا احاطہ کرنے سے عاجز ہے۔ اور ہم کہتے ہیں اس بات پر ایمان رکھتے ہوئے اور اس کی تصدیق کرتے ہوئے اور اس کو مانتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا خلیل (دوست) بنایا ہے۔ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اس نے کلام کیا ہے۔ اور ہم ملائکہ، انبیاء علیہم السلام

وعلیٰ آلہٖ معترفین ولہٗ بکلّ ما
قالَ، واَخبرَ مصدِّقِینَ، وَلا
نخوض فی اللہِ ولانماری فی الدّین
ولانجادلُ فی القرآنِ، وَنعلمُ انہٗ
کلامُ ربّ العالمین، نزل بہ
الروح الامین، فَعَلّمہ سیّد
المرسلین محمدًا صلی اللہ علیہ
وسلم وعلیٰ آلہٖ اجمعین وکلامُ
اللہِ تعالیٰ لایساویہ شیئٌ من
کلامِ المخلوقین ولانقولُ
بخلقہٖ -

اوران کتابوں پر جو اللہ نے اپنے رسولوں
پر نازل فرمائی ہیں ایمان رکھتے ہیں اور ہم
گواہی دیتے ہیں کہ انبیاء علیہم السلام واضح
اور کھلے حق پر تھے۔ اور ہم اپنے قبلہ کی
طرف رخ کرکے نماز پڑھنے والوں کو
مسلمان اور مومن کہتے ہیں جب تک
وہ اس بات پر قائم رہیں جس کو جناب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لیکر آئے ہیں
اور اس کا اعتراف کرنے والے ہوں
اور جو چیز آپ نے فرمائی ہے یا جس کی خبر
دی ہے اس کی تصدیق کرنے والے ہوں
(یعنی جب تک ضروریات دین پر
ان کا ایمان ہو کسی گناہ کی وجہ سے ہم انکو
کافر نہیں کہتے) اور اللہ تعالیٰ کی ذات
کے بارہ میں ہم خوض نہیں کرتے (کیونکہ
عقل انسانی اللہ تعالیٰ کی ذات کو سمجھنے سے
درماندہ اور عاجز ہے) اور ہم دین کے

بارہ میں جھگڑا بھی نہیں کرتے اور نہ ہم قرآن میں مجادلہ (تنازع) کرتے ہیں اور ہم بالیقین جانتے ہیں۔ کہ قرآن رب العالمین کا کلام ہے، جس کو روح الامین (حضرت جبرئیل علیہ السلام) اللہ تعالیٰ کی طرف سے لے کر نازل ہوئے اور انہوں نے حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ سکھایا اور اللہ تعالیٰ کے کلام کے برابر کسی طرح مخلوق کا کلام نہیں ہو سکتا۔ اور ہم قرآن کے بارہ میں یہ نہیں کہتے کہ وہ مخلوق ہے (بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور قدیم ہے)

ولا نخالف جماعة المُسْلِمِين ولا نُكَفِّرُ احدًا مِنْ اهل القبلةِ بذنبٍ، مالم يستحلهُ ولا نقول لا يضر مع الايمان ذنب لمن عَمِلهُ وَ نرجوا للمسلمين ان يعفُوا عنهم ولا نأمنُ عليهم

اور ہم مسلمانوں کی جماعت کی مخالفت نہیں کرتے اور اہل قبلہ میں سے کسی کی گناہ کی وجہ سے تکفیر نہیں کرتے۔ جب تک کہ وہ اس گناہ کو حلال اور جائز نہ سمجھے۔ اور ہم یہ بھی نہیں کہتے کہ ایمان کے ساتھ کوئی گناہ ضرر نہیں دیتا (جیسا کہ مرجئہ

ولا نَشْهد لهم بالجنّة ونَسْتَغْفِرُ لمُسِيئهم ونخافُ عليهم، ولا نُقَنِّطُهم، والامن والاياس ينقلانِ عن الملة وسَبِيل الحقّ بينهما لاهل القبلةِ، ولا نخرج العبدَ من الايمان الا بجحودِ ما ادخله فيه والايمانُ هو الاقرارُ باللسانِ والتصديق بالجنان، وانّ جميع ما انزل الله تعالىٰ فى القرآنِ وجميع ما صَحّ عن رسولِ الله صلى الله عليه وسلّم من الشرعِ والبيان حق، والايمان واحد واهله فى اصله سواءٌ والتفاضل بينهم بالحقيقةِ بالتقوىٰ ومخالفة الهوىٰ، وملازمة الاَولیٰ والمؤمنون كلهم اولياءُ

فرقہ کا عقیدہ ہے، اور ہم نیک کام کرنے والوں کے حق میں امید رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان سے درگذر فرمائیں گے، لیکن ان کے متعلق بالکل بے فکر نہیں ہوتے اور نہ ان کے لئے قطعی طور پر بہشت کی گواہی دیتے ہیں اور ہم مسلمانوں کی جماعت میں سے جو لوگ برائی کرتے ہیں ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کرتے ہیں اور ان پر اللہ تعالیٰ کی گرفت کا خوف کھاتے ہیں، لیکن ہم ان کو رحمت خداوندی سے بالکل مایوس بھی نہیں کرتے، اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بالکل بے فکر ہونا اور اس کی رحمت سے مایوس ہو جانا یہ دونوں باتیں ملت سے خارج کر دیتی ہیں، اہلِ قبلہ کے لئے حق کا راستہ ان دونوں باتوں کے درمیان درمیان

الرحمٰنِ واکرمھم اطوعُھم بالتقیٰ والمعرفۃِ واتبعُھم القرآنِ۔

ہے (الایمان بین الخوف والرجا)
اور ہم کسی بندہ کو ایمان سے خارج نہیں
قرار دیتے، سوائے اس کے کہ وہ اس
بات کا انکار کر دے، جس بات نے
اس کو ایمان میں داخل کیا ہے (یعنی
ضروریاتِ دین میں سے کسی بات کا انکار کر دے
جس کے اقرار سے وہ ایمان میں داخل
ہوا تھا، اُسی کے انکار سے خارج از ایمان
ہو جائیگا) اور ایمان نام ہے زبان سے
اقرار اور دل سے تصدیق کا، اور جو کچھ
اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل کیا ہے
اور جو کچھ جناب نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم
سے امورِ شرع میں سے صحیح طریق پر ثابت
ہے۔ اور جو کچھ آپ نے بیان فرمایا ہے وہ
برحق ہے۔ اور ایمان واحد (بسیط) ہے[1]

---

[1] اہل ایمان اصلِ ایمان میں مساوی ہوتے ہیں، یعنی جن جن باتوں پر ایمان لانا ضروری ہے ان میں سب برابر ہیں لیکن کیت کے اعتبار سے اگرچہ کیفیت میں سب ر باقی حاشیہ صـ۵۳ پر ملاحظہ ہو

اور ایمان والے اصل ایمان میں برابر ہیں۔
اور جس کو اس میں ایک دوسرے پر فضیلت
حاصل ہے تو وہ درحقیقت تقویٰ خواہش
نفسانی کی مخالفت اور بہتر چیزوں کے
التزام کی وجہ سے ہے۔ اور مومن سب
اللہ تعالیٰ کے دوست ہیں، اور ان میں
سے زیادہ برگزیدہ وہ ہے جو پرہیزگاری
اور معرفت کی بنا پر زیادہ مطیع ہو اور جو
زیادہ سے زیادہ قرآن کریم کا اتباع
کرنے والا ہو۔

والایمانُ ھوالایمانُ باللہِ و ملائکتہٖ وکتُبہٖ ورُسلِہٖ والیوم

اور ایمان اللہ تعالیٰ کی (یعنی اس کی
ذات وصفات اور اسماء کی تصدیق کا نام

(ص ۵۲ کا بقیہ حاشیہ) برابر نہیں بعض کو بعض پر برتری حاصل ہے۔ امام رازیؒ فرماتے ہیں کہ اصل ایمان تو بسیط (تصدیق قلبی) ہے۔ اور ایمان کامل جس میں اعمال بھی داخل ہیں۔ اس میں کمی بیشی ہوتی ہے۔ اور امام غزالیؒ فرماتے ہیں نفس ایمان میں بھی کمی زیادتی ہوتی ہے لیکن دلائل کے علم اور عدم علم کی بنیاد پر، دلائل کا علم جس قدر زیادہ ہوگا، ایمان اتنا ہی قوی ہوگا اور جتنا دلائل کا علم کم ہوگا، ایمان میں اتنا ہی ضعف ہوگا (سواتی)

الآخر والبعث بعد الموت
والقدر خيره وشرّه وحلوه
ومرّه من الله تعالىٰ ونحن مؤمنون
بذلك كلّه لا نفرّق بين
احدٍ من رسله ونصدق
كلهم على ما جاءوا به واهل
الكبائر في النار لا يخلدون اذا
ماتوا وهم موحدون، وان
لم يكونوا تائبين بعد ان لقوا الله
عزّ وجل عارفين، وهم في
مشيئته وحكمه، ان شاء غفر
لهم وعفا عنهم بفضله كما
ذكر الله عزّ وجلّ في كتابه
"ويغفر ما دون ذلك لمن يشاء"
وان شاء عذبهم في النار بقدر
جنايتهم بعدله ثم يخرجهم
منها برحمته۔

ہے) اور اس کے فرشتوں تمام کتابوں
اور رسولوں کی اور آخرت کے دن کی
اور موت کے بعد اٹھائے جانے کی
(موت کے بعد دوبارہ زندگی کی تصدیق
ہے) اور تقدیر کی تصدیق کہ خیر اور شر
تلخ و شیریں سب اللہ تعالیٰ کی طرف
سے ہے۔ اور ہم ان سب پر ایمان رکھتے
ہیں، اور ہم اس کے رسولوں میں سے
کسی کے درمیان تفریق نہیں کرتے
(کہ بعض کو مانیں اور بعض کا انکار کریں
جیسے یہود وغیرہ نؤمن ببعض
ونکفر ببعض کے قائل ہیں، بلکہ ہم
سب کو مانتے ہیں) اور انبیاء علیہم السلام
اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو دین و شریعت
لائے ہیں ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں۔
اور اہلِ کبائر (کبیرہ گناہ کرنے والے)
ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھے جائینگے۔

جب کہ ان کی موت توحید پر ہوئی ہو۔
اگرچہ انہوں نے گناہ کے بعد توبہ نہ
کی ہو، لیکن اللہ تعالیٰ کی ملاقات اس
حالت میں انہوں نے کی ہو کہ وہ اللہ
کی معرفت (توحید کا یقین) رکھتے تھے
اور ایسے لوگ اللہ تعالیٰ مشیت اور
اس کے حکم میں ہیں۔ اگر وہ چاہے تو
ان کو بخشدے اور اپنے فضل کے ساتھ
انہیں معاف کردے، جیسا کہ اللہ تعالے
نے اپنی کتاب میں اس کا ذکر کیا ہے۔
کہ وہ جس کو چاہے معاف کردے۔
ان لوگوں کے سوا جنہوں نے شرک
کا ارتکاب کیا ہے، اور اگر چاہے
تو اپنے عدل سے ان کے گناہ کے
اندازہ کے مطابق ان کو دوزخ میں
رکھے پھر ان کو اپنی رحمت اور اطاعت
گزاروں کی شفاعت سے،

وَشفاعةُ الشّافعِین من اھل طاعتِہٖ ثم یبعثھم الیٰ جنّتِہٖ ذلك بانّ اللہ جل جلالہٗ مولیٰ لاھل معرفتہٖ ولم یجعلھم فی الدارینِ کاھل نکرتِہٖ الذین خابوا من ھدایتہٖ ولم ینالوا من ولایتہٖ اللّٰھُمّ یا وَلِیَّ الاسلامٌ واھلہ مَسِّکْنَا بالاسلام حتی نلقاكَ

وَنری الصلوٰۃ خلف کل برٍّ وفاجر من اھل القبلۃِ وعلیٰ مَنْ مات منھم ولا ننزلُ احدا منھم جنّۃً ولا نارًا، ولا نشھدُ علیھم بکفرٍ ولا بِشرْكٍ ولا بنفاقٍ ما لم یظھر منھم شیٔ من ذلكَ ونذرُ سرائرَھم الی اللہ تعالیٰ۔

دوزخ سے نکال دے اور پھر ان کو بہشت میں پہنچا دے' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ مولیٰ اور آقا ہے ان لوگوں کا جو اس کی معرفت رکھتے ہیں اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ دونوں جہاں میں ان لوگوں کی طرح نہیں بنائے گا جو اللہ کی معرفت نہیں رکھتے اور جو اس کی ہدایت حاصل کرنے سے ناکام رہے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی دوستی حاصل نہیں کر سکے (دعا)، اے اللہ! تو اسلام اور اہل اسلام کا ولی اور سرپرست و کارساز ہے ہم کو اسلام پر مضبوط اور ثابت قدم رکھنا یہاں تک کہ تجھ سے جا ملیں۔

اور ہم اہل قبلہ میں سے ہر نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز سمجھتے ہیں۔ (بشرطیکہ اسکا عقیدہ درست ہو۔ صرف عمل میں کوتاہی ہو) اور اسی طرح ان میں

سے جو مر جائے اس کی نماز جنازہ پڑھنا جائز اور درست مانتے ہیں، ہم قطعی اور یقینی طور پر ان میں سے کسی کو بہشت یا دوزخ کا سزاوار نہیں قرار دیتے، اور نہ ہم ان میں سے کسی پر کفر و شرک یا نفاق کی گواہی دیتے ہیں جب تک کہ ان میں سے کسی سے اس قسم کی کوئی چیز ظاہر نہ ہو۔ رہے ان کے اندرونی اسرار، نہیں ہم اللہ کے سپرد کرتے ہیں۔

ولا نرى السيف على احدٍ من امةِ محمدٍ صلى الله عليه وسلم الامَنْ وجب عليه السيف، وَلا نرى الخروجَ على أئمتنا وولاةِ امورنا وإن جاروا، ولا ندعوا عليهم، ولا ننزع يداً من طاعتِهم ونرى طاعتهم من طاعةِ

اور ہم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے کسی فرد پر تلوار اٹھانا (قتل کرنا) جائز نہیں سمجھتے، سوائے اس شخص کے جس پر تلوار واجب ہو چکی ہے (یعنی جس کا قتل کرنا از روئے شریعت جائز اور مباح ہو) اور ہم اپنے ائمہ اور حکام کے خلاف بغاوت کرنا جائز نہیں سمجھتے

اللہِ عزوجل فریضۃً مالم	اگرچہ وظلم کرتے ہوں، اور نہ ان کے
یأمرُوا بمعصیۃٍ، ونـدعوا	حق میں بددُعا کرتے ہیں اور نہ ان کی
لھم بالصلاح والمعافاۃِ	اطاعت سے دست کش ہوتے ہیں
ونتّبع السنّتہ والجماعۃ، و	اور ہم ان کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی
نجتنِبُ الشذوذ، والخلاف،	اطاعت کے مطابق فرض خیال کرتے
والفرقۃ، ونحبُّ اھلِ العدل	ہیں جب تک کہ وہ کسی معصیت کا
والامانتہ، ونبغض اھل الجورِ	حکم نہ دیں (اگر معصیت کا حکم دیں
والخیانتہ، ونقول اللہ اعلم	تو پھر ان کی اطاعت ہرگز جائز نہ ہوگی)
فیما اَشْتَبِہُ علینا علمہ، و	اور ہم ان کے لئے صلاحیت اور عافیت
نرٰی المسح علی الخفینِ فی السفر	کی دُعا کرتے ہیں ہم سنت اور جماعت[1]

[1] چنانچہ حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں :-

فعلی المومن اتباع السنتہ والجماعۃ	اور مومن پر لازم ہے سنت اور جماعت
فالسنّتہ ما سنّہ رسول اللہ	کا اتباع کرنا پس سنت وہ ہے جس کو
والجماعۃ ما اتفق علیہ اصحاب رسول	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر فرمایا
اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم فی خلافۃ	اور جماعت وہ ہے جس پر رسول اللہ
الأئمۃ الاربعۃ الخلفاء الراشدین	صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ نے اتفاق کیا
المھدیین رحمۃ اللہ علیھم اجمعین۔	چاروں ائمہ خلفاء راشدین مہدیین کی خلافت میں۔

(غنیۃ الطالبین مترجم صـ۱۹۵ مطبوعہ رفیق عام پریس لاہور (سواتی)

والحضرِ کما جاء فی الاثرِ، والحج والجہاد فرضان ماضیانِ مع اولی الامرِ من ائمۃ المسلمین برّھم وفاجرھم الی یومِ القیامۃ لایبطلہما شیئٌ ولا ینقضہما۔

کا اتباع کرتے ہیں اور ہم علیحدگی خلاف اور فرقہ بندی سے اجتناب کرتے ہیں، اور ہم عدل اور امانت والوں سے محبت کرتے ہیں ظلم اور خیانت کرنے والوں سے بغض رکھتے ہیں۔ اور ان چیزوں کے بارہ میں ہم کہتے ہیں جنکا علم ہم پر مشتبہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو بہتر جانتا ہے اور ہم موزوں پہ مسح کرنا سفر وحضر میں جائز سمجھتے ہیں جیسا کہ حدیث میں آیا ہے، مسلمان حکام اور ائمہ کی معیت میں حج اور جہاد قیامت تک جاری رہنے والے فرائض ہیں، خواہ وہ حکام نیک ہوں یا بد، اس حج اور جہاد کو کوئی چیز باطل کر سکتی ہے نہ اسے توڑ سکتی ہے۔

ونؤمن بالکرام الکاتبین، وان اللہ تعالیٰ قد جعلہم علینا حافظین ونؤمن بملک الموتِ المؤکل بقبض

اور ہم کراماً کاتبین پر ایمان رکھتے ہیں (یعنی وہ بزرگ فرشتے جو اعمال لکھتے ہیں) اور بیشک اللہ تعالیٰ نے ان فرشتوں کو ہم

ارواحِ العالمین، نؤمنُ بعذاب
القبرِ ونعیمہٖ لمن کان لِذٰلِكَ
اھلاً، وبسوال منکر ونکیرٍ
للمیت فی قبرہٖ عن ربہ ودینہٖ
ونبیہٖ علیٰ ماجاءت بہ الاخبارُ
عن رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم
وعن اصحابہ رضی اللّٰہ عنہم اجمعین
وَالقبرُ روضۃٌ من ریاضِ الجنۃِ
اوحفرۃ من حفرالنیرانِ، و
نؤمنُ بالبعثِ وجزاءِ الاعمال
یوم القیامۃِ والعرضِ والحساب
وقراءۃ الکتب والثواب والعقاب
والصراط والمیزان۔

پر محافظ ونگران بنایا ہے۔ (یعنی اعمال
کی حفاظت کرتے ہیں) اور ہم ملک الموت
پر ایمان رکھتے ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے
تمام ارواح کے قبض کرنے پر مقرر کیا ہے۔
اور ہم عذابِ قبر اور اس کی نعمتوں پر
ایمان رکھتے ہیں اس کے لیے جو اس
کا اہل ہو، اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے
ہیں کہ میت سے قبر میں منکر اور نکیر سوال
کرتے ہیں، اس کے رب کے بارہ میں
اس کے دین کے بارہ میں اور جناب
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں
جیسا کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کی احادیث میں آیا ہے۔
اور حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ
عنہم سے ثابت ہے۔
اور قبر جنت کے باغوں میں سے ایک
باغ ہے (اہلِ ایمان کے لئے) یا دوزخ

کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے
(اہل کفر و شرک، فساق و فجار اور منافقین
وغیرہم کیلئے) اور ہم مرنے کے بعد
دوبارہ اٹھائے جانے اور قیامت کے
دن اعمال کی جزا پر ایمان رکھتے ہیں۔
اعمال نامے پیش کئے جانے اور حساب،
اور اعمال نامے جن کتابوں میں
درج ہیں ان کے پڑھے جانے اور
ثواب، اور عذاب، اور پل صراط سے
گزرنے اور اعمال کے تولے جانے
پر ایمان رکھتے ہیں۔

البعث هو حشر الاجساد،
واحياءها يوم القيامة، حق
والجنة والنار مخلوقتان لا
يفنيان ابدًا ولا يبيدان
فان الله تعالى خلق الجنة والنار
قبل الخلق وخلق لهما اهلاً فمن شاء

اور بعث یعنی اجسام کا دوبارہ اٹھانا،
اکٹھا کرنا اور ان کو زندہ کرنا قیامت کے
دن برحق ہے، اور جنت اور دوزخ
دونوں پیدا کی ہوئی ہیں اور ان دونوں
پر فنا اور ہلاکت نہیں (ان دونوں کو
اللہ تعالیٰ ہمیشہ رکھے گا) اور اللہ تعالیٰ

منهم للجنة فضلاً منه، ومن شاء
منهم للنار عدلاً منه، وكل
يعمل لما فرغ منه وصائر الى
ماخلق له والخير والشر مقدران
على العباد، والاستطاعة ضربان
احدهما الاستطاعة التي يوجد
بها الفعل من نحو التوفيق الذي
لايجوزان يوصف المخلوق به
فهي مع الفعل، واما الاستطاعة
التي من جهته الصحة والوسع
والتمكن وسلامة الالات فهي
قبل الفعل وهو كما قال الله
تعالیٰ لا يُكَلِّفُ اللّٰه نفسا الاّ
وسعها۔

نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے جنت
اور دوزخ کو پیدا کیا ہے، اور جنت اور
دوزخ کے اہل بھی پیدا کئے ہیں پس جس
کو چاہیگا ان میں اپنے فضل سے جنت
کا اہل بنا دے گا اور جسے چاہے گا عدل
کے ساتھ دوزخ کا اہل بنائیگا اور ہر
ایک شخص وہی کام کرتا ہے جس کے کرنے
کے بارہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فراغت
ہو چکی ہے اور ہر ایک اسی چیز کی طرف
لوٹنے والا ہے جس کے لئے اس کو
پیدا کیا گیا ہے۔
اور خیر (نیکی) اور شر (بدی) دونوں
بندوں کے حق میں (اللہ تعالیٰ کی طرف
سے مقدر ہیں۔
اور استطاعت (کام کرنے کی طاقت)
دو قسم ہے ایک استطاعت وہ ہے جس
کے ساتھ فعل اور کام ہوتا ہے جیسا کہ

کام کرنے کی توفیق جو کام کے ساتھ ہی ملی
ہوئی ہوتی ہے۔ یہ توفیق وہ ہے کہ مخلوق
اس کے ساتھ موصوف نہیں ہوسکتی (یعنی
یہ توفیق مخلوق کی صفت اور ان کا کام
نہیں ہے یہ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے
مخلوق کو نصیب ہوتی ہے) اور استطاعت
کی دوسری قسم وہ ہے جو صحت تندرستی
اور کام کرنے کی وسعت و طاقت اور
کام کرنے پہ قابو پانے اور آلات (اعضاء
وجوارح اور دیگر کام کرنے کے آلات)
کی سلامتی سے (معتبر) ہے۔
تو یہ استطاعت فعل سے پہلے ہوتی
ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان مبارک ہے۔
کہ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت
سے بڑھ کر تکلیف نہیں دیتا۔

وافعالُ العبادِ خلقُ اللهِ وکسبُ
العبادِ ولم یکلفهم الله تعالیٰ لا

اور بندوں کے افعال کو اللہ تعالیٰ نے
پیدا کیا ہے۔ اور بندے ان کا اکتساب

مایطیقونَ، ولا یطیقون اِلّا
مَا کُلِّفوا وھُوَتفسیر لاحولَ
ولاقوّةَ اِلّا باللہ العلی العظیمْ
تقولُ لاحیلةَ لاحدٍ، ولاحول
لاحدٍ ولاحرکةَ لاحدٍ عن
معصیةِ اللہ اِلّا بمعونةِ اللہِ
ولاقوة لاحدٍعلیٰ اقامةِ طاعة
اللہ والثبات علیھا اِلّا بتوفیق
اللہِ وکُلُّ شیئ یجری بمشیئة اللہِ
وقضائِہٖ فغلبت مشیئتہ
المشیئات کلھا وغلب قضائہ
الحیلَ کلھا یفعلُ اللہُ مایشاءُ
وھوغیرظالمٍ احدً الایُسْئَلُ
عَمَّا یَفْعَلُ وَھُمْ یُسْئَلُوْنَ، ومن
دَعاءِ الاحیاء وصدقتھم منفعةٌ
للاموات، واللہ یستجیب الدعوات
ویقضی الحاجات ویملک کل شیئٍ

کرتے ہیں (پیدا کرنا اللہ تعالیٰ کا کام ہے
اور کسب کرنا بندوں کا فعل ہے) اور
اللہ تعالیٰ نے بندوں کو اسی چیز کی
تکلیف دی ہے جس کی وہ طاقت
رکھتے ہیں اور بندے اسی چیز کی
طاقت رکھتے ہیں جس کی تکلیف اللہ
تعالیٰ نے ان کو دی ہے۔ اور یہی تفسیر
ہے (لاحول ولاقوة اِلّا باللہ العلی العظیم)
کی ہم (یوں) کہتے ہیں کہ کسی کی کوئی تدبیر
اور حیلہ نہیں اور کسی کو پھیرنے کی
طاقت نہیں اور کسی میں کوئی حرکت
نہیں کہ وہ اللہ کی معصیت سے بچ سکے
سوائے اللہ تعالیٰ کی اعانت کے۔
اور کسی کو کوئی طاقت حاصل نہیں اللہ
کی اطاعت کرنے پر اور اس پر ثابت قدم
رہنے پر سوائے اللہ تعالیٰ کی توفیق کے۔ اور
ہر چیز اللہ تعالیٰ کی مشیت، اس کے علم

لا يملكه شيئٌ ولا غنى عن الله
ن فة عينٍ ومَنِ استغنى عَنِ
لله طرفةَ عينٍ فقد كفر، و
ان من اهل الحين الله يغضب
يرضى لا كاحدٍ من الورٰى ۔

اور اس کے فیصلہ کے مطابق جاری ہوتی
ہے اللہ تعالیٰ کی مشیت تمام مشیتوں
پر غالب ہے اور اللہ تعالیٰ کی قضا اور
اس کا فیصلہ، تمام حیلوں اور تدبیروں
پر غالب ہے، اللہ تعالیٰ جو چاہے سو کرتا
ہے اور وہ کسی پر زیادتی اور ظلم نہیں
کرتا۔ وہ جو کچھ کرتا ہے ۔ اس کے بارہ
میں اس سے نہیں پوچھا جا سکتا
اور مخلوقات سے سوال کیا جائے گا ۔
زندہ لوگوں کے دعا کرنے اور صدقات
دینے میں مردوں کے لئے فائدہ ہے ۔
اور اللہ تعالیٰ ہی دعاؤں کو قبول فرماتا
ہے اور اللہ تعالیٰ ہی تمام حاجتوں کو
پورا کرتا ہے۔ وہی ہر چیز کا مالک ہے
اور کوئی چیز اس کی مالک نہیں ہے۔
اللہ تعالیٰ سے آنکھ جھپکنے کی مدت
تک کسی طرح کسی قسم کی بے نیازی

اور بے پروائی نہیں کی جاسکتی اور جو
آنکھ جھپکنے کی مدت تک بھی اللہ تعالیٰ
سے بے پروائی اختیار کرے گا وہ کافر
ہوگا۔ اور ہلاکت والوں میں ہوجائیگا
اور اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور راضی
ہوتا ہے، مگر ایسے نہیں جس طرح مخلوق
ناراض یا خوش ہوتی ہے۔

ونحب اصحاب رسول الله
صلی الله علیه وسلّم ولا نفرط
فی حب احدٍ منهم ولا نتبراء
من احد منهم و نبغض من
نبغضهم وبغیر الحق یذکرهم
ولا نذکرهم الا بالخیر وحبّهم
دین وایمان واحسان وبغضهم
کفر ونفاق وطغیانٌ ونثبت
الخلافة بعد رسول الله صلی
الله علیه وسلّم اوّلًا لابی بکر الصدیق

اور ہم جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
کے سب صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین
سے محبت کرتے ہیں اور کسی ایک کی
محبت میں غلو اور زیادتی نہیں کرتے اور
نہ ان میں سے کسی سے بیزاری اور تبری
کرتے ہیں۔ اور ہم اُن لوگوں سے بغض
رکھتے ہیں جو حضرات صحابۂ کرام سے
بغض رکھتے ہیں اور ان کا برائی کے ساتھ
ذکر کرتے ہیں، اور ہم حضرات صحابہ
کرام کا سوائے نیکی کے ذکر نہیں کرتے۔

ى الله عنه تفضيلاً له وتقديماً
جميع الامة ثم لعمر بن الخطاب
ى الله عنه ثم لعثمان رضى الله
ه ثم لعلى بن ابى طالب رضى الله
ه وهم الخلفاء الراشدون
ئمة المهديون وان العشر
ذين سماهم رسول الله صلى
ه عليه وسلم نشهد لهم بالجنة
لى ما شهد لهم رسول الله صلى
له عليه وسلم وقوله الحق. وهم ابو
كر وعمر وعثمان وعلى وطلحة
الزبير وسعد وسعيد و
بد الرحمن ابن عوف وابو
بيدة ابن الجراح، وهم امناء
هذه الامة رضى الله عنهم
اجمعين۔
ومن احسن القول فى اصحاب

حضرات صحابہؓ سے محبت دین، ایمان
اور احسان (اعلیٰ درجہ کی نیکی) ہے
اور حضرات صحابۂ کرام سے بغض، کفر
نفاق اور سرکشی ہے۔
اور ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم کے بعد تمام حضرات صحابہ
کرام پر فضیلت دیتے ہوئے اور تمام
امت پر مقدم سمجھتے ہوئے سب سے
پہلے خلافت کا اثبات حضرت ابوبکر
صدیقؓ کے لئے کرتے ہیں، پھر ان
کے بعد حضرت عمر بن الخطابؓ کے لئے
پھر حضرت عثمانؓ کے لئے اور پھر حضرت
علی بن ابی طالبؓ کے لئے اور یہ چاروں
حضرات خلفاء راشدین ہیں اور ہدایت
یافتہ ائمہ اور پیشوا ہیں۔
اور بیشک حضور صلی اللہ علیہ وسلم
کے وہ دسؓ حضرات صحابہ کرامؓ جن کا حضو

رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم
وازواجہ وذریّاتہ فقد برّیٔ
مِنَ النّفاقِ۔

صلے اللہ علیہ وسلّم نے نام لے کر ان کو
بشارت سنائی۔ ہم ان کے متعلق حضور
صلی اللہ علیہ وسلّم کے فرمان کے مطابق
بہشت کی گواہی دیتے ہیں اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلّم کا فرمان برحق ہے
اور وہ حضرات صحابۂ کرام حضرت ابوبکر
صدیق، حضرت عمر، حضرت عثمان
حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر
حضرت سعد، حضرت سعید، حضرت
عبدالرحمٰن بن عوف اور حضرت ابوعبیدہ
بن الجراح ہیں اور یہ اس امّت کے امین
ہیں رضی اللہ عنہم اجمعین اور جس شخص
نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کے صحابۂ
کرامؓ اور آپ کی ازواج مطہرات اور
اولادِ پاک کے بارہ میں اچھی بات
کہی۔ تو ایسا شخص نفاق سے بری ہوگیا
اور اگر ان کے متعلق کسی قسم کی بدگمانی

سوءظن، تحقیر، استہزاء یا سوءادبی
کریگا تو ایسا شخص اہل سنت والجماعۃ
اور اہل حق کے زمرہ میں شامل نہ ہوگا)
۱۲ سواتی۔

علماء السلف من الصالحين
سابقين والتابعين ومن
ـدهم من اهل الخير والاثر
اهل الفقه والنظر لا يذكرون
ـا بالجميل، ومن ذكرهم بسوءٍ
ـهو على غير السبيل، ولا نفضّل
ـاحداً من الاولياء على الانبياء
ونقول نبي واحدٌ افضل من جميع
الاولياء، وَنؤمِنُ بما جاء من كراماتهم
وصح عن الثقات من رواياتهم و
نؤمن بخروج الدجال، ونزول
عيسى بن مريم عليهما السلام
عن السماء وبخروجِ ياجوج و

اور علماء سلف صالحینؒ جو پہلے گزر
چکے ہیں اور ان کا اتباع کرنے والے
اور ان کے بعد آنے والے بہتری اور
نیکی والے لوگ اور حدیث نقل کرنے
اور اہل فقہ (فقہ کے ماہر) اور نظر و
قیاس والے بزرگ ان سب کا ذکر
سوائے نیکی کے درست نہیں اور جو
شخص ان کو برائی سے ذکر کرے گا وہ
راہِ راست پر نہیں ہوگا اور ہم اولیاء اللہ
میں سے کسی کو انبیاء علیہم السلام پر
فضیلت نہیں دیتے۔ بلکہ ہم کہتے ہیں
کہ نبی ایک بھی تمام اولیاء سے زیادہ
فضیلت رکھتا ہے۔

ماجوج، ونؤمن بطلوع الشمس
من مغربها وخروج دابة الارض
من موضعها۔ ولا نصدق کاھنًا
ولا عرافًا ولا من یدعی شیئًا
بخلاف الکتاب والسنۃ و
اجماع الامۃ ونری الجماعۃ حقًا
وصوابًا والفرقۃ زیغًا وعذابًا۔

اور جو اولیاء کی کرامات ہیں اور وہ ثقہ
راویوں سے ثابت ہیں، ان پر ہمارا
ایمان ہے۔ اور ہم دجال کے خروج
پر اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے آسمان
سے نزول پر ایمان رکھتے ہیں اور ہم یاجوج
و ماجوج کے خروج اور سورج کے مغرب
کی طرف سے طلوع ہونے اور دابۃ الارض
کے اپنے مقام سے خروج پر ایمان رکھتے
ہیں۔ اور ہم کسی کاہن (غیب کی خبریں
بتانے کے دعویدار) اور عرّاف یعنی
گم شدہ چیز اور مسروق وغیرہ کی جگہ
بتانے والا، کی تصدیق نہیں کرتے

لہ حضرت مولانا شاہ عبدالقادر محدث دہلوی قرآن کریم کے حاشیہ میں فرماتے
ہیں ”قیامت سے پہلے مکے کا صفا پہاڑ پھٹے گا اس میں سے ایک جانور نکلے گا لوگوں
سے باتیں کرے گا کہ اب قیامت نزدیک ہے اور سچے ایمان والوں کو اور چھپے
منکروں کو نشان دے کر جدا جدا کر دے گا“

(سورہ نحل کا حاشیہ) سواتی

اور نہ کسی ایسے شخص کی تصدیق کرتے
ہیں جو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ
(صلی اللہ علیہ وسلم) اور اجماع امت کے
خلاف کسی چیز کا دعویٰ کرتا ہو، اور
اہل سنت و جماعت کو حق اور ٹھیک
سمجھتے ہیں اور تفرقہ بندی کو کج روی
اور عذاب سمجھتے ہیں۔

ودین اللہ عز وجل
فی السماء والارض واحد
وھو دین الاسلام
قال اللہ تعالیٰ، إِنَّ الدِّينَ
عِندَ اللّٰهِ الإِسلَامُ" و
قال تعالیٰ " وَرَضِيتُ
لَكُمُ الإِسلَامَ دِينًا" و

اور اللہ تعالیٰ کا دین آسمان اور زمین
میں ایک ہی ہے اور وہ دین اسلام
ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ،
بے شک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک
اسلام ہی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے
یہ بھی فرمایا ہے کہ میں نے تمہارے
لئے اسلام کو بطور دین پسند کیا ہے۔

---

[1] امام نووی فرماتے ہیں کہ خطابی وغیرہ محدثین نے فرمایا ہے کہ عراف وہ ہے کہ مسروق چیز اور گم شدہ چیز کی جگہ بتانے اور اس کی معرفت کا کاروبار کرتا ہے، کہانت کی طرح شریعت نے اس کی بھی تکذیب کی ہے۔ (نووی علی المسلم ج ۲ ص ۲۳۳) (سواتی)

هو بين الغلو والتقصير والتشبيه والتعطيل وبين الجبر والقدر وبين الامن و اليأس، فهذا ديننا واعتقادنا ظاهراً و باطناً۔	اور یہ دین اسلام غلو[1] اور تقصیر تشبیہ اور تعطیل جبر و قدر، امن و یاس کے درمیان ہے پس یہ ہمارا ظاہراً و باطناً دین اور اعتقاد ہے۔

[1] غلو کا معنیٰ حد سے بڑھنا اور تجاوز کرنا ہے جیسا کہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین نے دین میں غلو اختیار کیا خدائی منصب انسانوں کیلئے ثابت کیا اور انسانی صفات اللہ تعالیٰ کیلئے ثابت کیں، حضرت عیسیٰؑ اور حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہنا، اور احبار و رہبان کیلئے منصب تحلیل و تحریم ثابت کرنا اسی قسم میں داخل ہے (یا اھل الکتاب لا تغلوا فی دینکم) اور تشبیہ کا معنیٰ اللہ تعالیٰ کو مخلوق میں سے کسی چیز کے ساتھ تشبیہ دینا۔ جیسا کہ گمراہ فرقہ مشبّہ نے کیا ہے تعطیل کا معنیٰ خدا تعالیٰ کو صفات سے خالی سمجھنا کہ خدا تعالیٰ کی ذات تو ہے لیکن اس کے لئے کوئی صفت نہیں جیسا کہ گمراہ فرقہ "معطلہ" کا عقیدہ ہے۔ اور جبر کا معنیٰ یہ ہے کہ انسان کو کوئی اختیار نہیں وہ جو کچھ کرتا ہے مجبوراً کرتا ہے یہ جبریہ فرقہ کا عقیدہ ہے "قدریہ" تقدیر کے منکر لوگ جو یہ کہتے ہیں انسان جو کچھ کرتا ہے اپنے ارادہ اور اختیار سے کرتا ہے، اللہ تعالیٰ کا اس میں کوئی دخل نہیں، یہ خدا کی تقدیر کو نہیں مانتے۔

اور اسی طرح خدا تعالیٰ کی گرفت سے بے خوف ہو جانا اور خدا کی رحمت سے مایوس ہونا بھی کفر کی بات ہے (ولا ییأس من روح اللہ الا القوم الکافرون) ۱۲ (سواتی)

نحن براءُ اِلی اللّٰہِ تعالیٰ من کُلّ
من خالف الذی ذکرناہ و
بیّنّاہ ونسأل اللّٰہ تعالیٰ ان
یُثَبِّتَنَا علی الایمان ویختم لنابہٖ و
یعصمنا من اھواءِ المختلفۃ والآراءِ
المتفرقۃ والمذاھبِ الردیۃِ مثل
المشبھۃ والجھمیۃ والجبریۃ
والقدریۃ وغیرھم من الذین
خَالَفُوْا الجماعۃ وحالفوا الضلالۃ
ونحن براء منھم وھم عندنا
ضلّال اردیاء ۔ واللّٰہ الموفق
وصلی اللّٰہ علیٰ سیدنا محمد و
آلہٖ وصحبہٖ وسلم والحمد
للّٰہ رب العالمین ۔

اور ہم اللہ تعالیٰ کے سامنے براءت
اور بیزاری کا اظہار کرتے ہیں ہر اس
شخص سے جو اس عقیدہ کا مخالف ہے
جس کو ہم نے ذکر اور بیان کیا ہے ۔
اور ہم اللہ تعالیٰ سے سوال کرتے ہیں
کہ وہ ہمیں ایمان پر ثابت قدم رکھے
اور ایمان پر ہی ہمارا خاتمہ کرے اور
ہم کو دین سے اختلاف رکھنے والی خواہشات
سے بچائے اور متفرق آرار سے ہماری
حفاظت فرمائے ، ردی مذاہب سے
ہمیں محفوظ رکھے ۔ مشبہہ ، جہمیہ ، جبریہ
اور قدریہ اور ان کے علاوہ دوسرے
(گمراہ فرقے) جنہوں نے جماعت کی
مخالفت کی ہے ، اور گمراہی سے دوستی
کیا ہے ہم ان سب سے بیزار ہیں اور
وہ ہمارے نزدیک ردی قسم کے گمراہ ہیں ۔
اور اللہ تعالیٰ ہی توفیق دینے والا ہے اور

اور درود وسلام نازل ہو ہمارے
آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
پر آپ کی اہل پر اور آپ کے سب صحابہ
کرام پر۔
اور سب ستائش اللہ تعالیٰ کے لئے
ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔

اللھم ثبتنا علیٰ دینك دین الاسلام وجعلنا ھداۃ مھتدین
واجعل آخرتنا خیرًا من الاولیٰ۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی خاتم الانبیاء
وسید الرسل محمد صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وازواجہ امھات
المؤمنین واصحابہ اجمعین برحمتك یا ارحم الراحمین ٥

عبد الحمید سواتی خادم مدرسہ نصرۃ العلوم نزد گھنٹہ گھر،
شہر گوجرانوالہ (صوبہ پنجاب) مغربی پاکستان

یوم السبت ۲۰ رجب سنہ ۱۳۹۱ھ

از

حکیم الامۃ امام ولی اللہ محدث دہلوی

۱۱۱۴ھ — ۱۱۷۶ھ

مع اردو ترجمہ

خادم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ

اما بعد فيقول الفقير	اما بعد! پس کہتا ہے بندہ اپنے
اِلٰی رَحْمَةِ اللّٰهِ الْكَرِيْمِ اَحْمَدُ الْمَدْعُوُّ	رب کی رحمت کا محتاج، احمد جس کو ولی اللہ
بِوَلِيِّ اللّٰهِ ابْنِ عَبْدِ الرَّحِيْمِ	بن عبد الرحیم کے نام سے پکارا جاتا ہے
اَحْسَنَ اللّٰهُ تَعَالٰی اِلَيْهِمَا	اللہ تعالیٰ ان دونوں احسان فرمائے کہ
اُشْهِدُ اللّٰهَ تَعَالٰی وَمَنْ حَضَرَ	میں اللہ تعالیٰ کو اور جو ملائکہ، جنات
مِنَ الْمَلَائِكَةِ وَالْجِنِّ وَالْاِنْسِ	اور انسان حاضر ہیں۔ ان کو گواہ بنا کر
اَنِّیْ اَعْتَقِدُ مِنْ صَمِيْمِ قَلْبِیْ اَنَّ	اپنے عقائد کے بارے میں کہتا ہوں
لِلْعَالَمِ صَانِعًا قَدِيْمًا لَمْ يَزَلْ	کہ میں خلوص قلب سے اسبات کا اعتقاد
وَلَا يَزَالُ وَاجِبًا وُجُوْدُهٗ مُمْتَنِعًا	رکھتا ہوں کہ تمام عالم کا ایک صانع
عَدَمُهٗ. وَهُوَ الْكَبِيْرُ الْمُتَعَالُ	(بنانے والا) قدیم ہے جو ہمیشہ سے ہے
مُتَّصِفًا بِجَمِيْعِ صِفَاتِ الْكَمَالِ	اور ہمیشہ رہے گا، اس کا وجود واجب ہے
مُنَزَّهًا عَنْ جَمِيْعِ الْمَخْلُوْقَاتِ	اور اس کا عدم ممتنع ہے (جس کا ہونا
عَالِمًا لِجَمِيْعِ الْمَعْلُوْمَاتِ قَادِرًا عَلٰی	ضروری اور اس پہ فنا اور عدم محال)
جَمِيْعِ الْمُمْكِنَاتِ. مُرِيْدًا لِجَمِيْعِ	اور وہ بڑا اور عالی شان ہے

اَلْكَائِنَاتِ، حَيٌّ، سَمِيْعٌ، بَصِيْرٌ
لَا شِبْهَ لَهٗ وَلَا ضِدَّ لَهٗ، وَلَا
نِدَّ لَهٗ وَلَا مِثْلَ لَهٗ، وَلَا
شَرِيْكَ لَهٗ فِيْ وُجُوْبِ الْوُجُوْدِ
وَلَا اِسْتِحْقَاقِ الْعِبَادَةِ وَلَا
فِي الْخَلْقِ وَالتَّدْبِيْرِ فَلَا
يَسْتَحِقُّ الْعِبَادَةَ اَيْ اَقْصٰى
غَايَةَ التَّعْظِيْمِ اِلَّا هُوَ، وَلَا
يَشْفِيْ مَرِيْضًا، وَلَا يَرْزُقُ
رِزْقًا وَلَا يَكْشِفُ ضُرًّا اِلَّا
هُوَ بِمَعْنٰى اَنْ يَّقُوْلَ لِشَيْءٍ كُنْ
فَيَكُوْنُ لَا بِمَعْنَى التَّسَبُّبِ الْعَادِيِّ
الظَّاهِرِيِّ، كَمَا يُقَالُ شَفَى
الطَّبِيْبُ الْمَرِيْضَ، وَرَزَقَ
الْاَمِيْرُ الْجُنْدَ، فَهٰذَا غَيْرُهٗ
وَاِنِ اشْتَبَهَ فِي اللَّفْظِ، وَلَا
ظَهِيْرَ لَهٗ، وَلَا يَحِلُّ فِيْ غَيْرِهٖ

اور تمام کامل صفات کے ساتھ متصف
ہے اور زوال اور نقص کی تمام علامتوں
سے پاک اور منزہ ہے وہ تمام مخلوقات
کا خالق ہے اور تمام کائنات کی باتوں
کا جاننے والا ہے اور تمام مخلوقات پر
پوری قدرت رکھتا ہے اور تمام کائنات
کی (ایجاد و قیام) کا ارادہ کرنے والا ہے وہ
زندہ ہے، سننے اور دیکھنے والا ہے،
کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں اور نہ کوئی
چیز اس کی ضد اور مقابل ہے اور نہ کوئی
چیز اس کی مثل ہے اور اس کے واجب الوجود
ہونے اور عبادت کے استحقاق اور پیدا کرنے
اور تدبیر میں کوئی اس کا شریک نہیں۔
پس عبادت کا استحقاق اس کے سوا کسی کیلئے
نہیں۔ اور عبادت انتہائی درجہ کی تعظیم کو
کہا جاتا ہے کسی مریض کو اس کے سوا کوئی
شفا نہیں بخشتا اور نہ کسی کو اس کے سوا

وَلَا يَتَّحِدُ بِغَيْرِهٖ۔ وَلَا يَقُوْمُ بِذَاتِهٖ
حَادِثٌ وَلَيْسَ فِيْ ذَاتِهٖ وَلَا
فِيْ صِفَاتِهٖ حُدُوْثٌ وَاِنَّمَا
اَلْحُدُوْثُ فِيْ تَعَلُّقِ الصِّفَاتِ
بِمُتَعَلِّقَاتِهٖ حَتّٰى يَظْهَرَ الْاَفْعَالُ
وَحَقِيْقَتُهٗ اَنَّ التَّعَلُّقَ اَيْضًا
لَيْسَ بِحَادِثٍ لٰكِنَّ الْحَادِثَ
هُوَ الْمُتَعَلَّقُ۔ فَيَظْهَرُ اَحْكَامُ
الْمُتَعَلِّقِ مُتَفَاوِتًا لِتَفَاوُتِ
الْمُتَعَلَّقَاتِ، وَهُوَ بَرِيٌّ عَنِ
الْحُدُوْثِ وَالتَّجَدُّدِ مِنْ جَمِيْعِ
الْوُجُوْدِ۔ لَيْسَ بِجَوْهَرٍ وَلَا عَرَضٍ
وَلَا جِسْمٍ وَلَا فِيْ حَيِّزٍ وَجِهَةٍ
وَلَا يُشَارُ اِلَيْهِ بِهُنَا وَهُنَاكَ
وَلَا يَصِحُّ عَلَيْهِ الْحَرَكَةُ وَالْاِنْتِقَالُ
وَالتَّبَدُّلُ فِيْ ذَاتِهٖ وَلَا فِيْ
صِفَاتِهٖ۔ وَلَا الْجَهْلُ وَلَا

کوئی روزی پہنچاتا ہے۔ اور ضرر اور
تکلیف کو اس کے سوا کوئی دور نہیں کر
سکتا۔ اور اس کا یہ کام اس طرح ہے
کہ جب وہ کسی چیز کو بغیر ظاہری اسباب
کے کہدے کہ ہوجا تو وہ ہوجاتی ہے اس
طرح نہیں جس طرح ظاہری اور عادی اسباب
کے تحت کوئی چیز ہوتی ہے جیسا کہ لوگ
کہتے ہیں کہ طبیب نے مریض کو شفا دی اور
امیر لشکر نے لشکر کو رزق دیا کیونکہ یہاں
مراد ظاہری اسباب کے تحت علاج و معالجہ
کرنا اور تنخواہ وغیرہ دینا ہوتا ہے یہ معنی
اس کے علاوہ ہے جو اللہ تعالیٰ کیلئے بولا
جاتا ہے اگرچہ الفاظ ایک جیسے ہیں اور
اللہ تعالیٰ کا کوئی معین اور پشت پناہ
نہیں اور نہ وہ کسی دوسری چیز میں حلول
کرتا ہے اور نہ وہ غیر کے ساتھ مل کر متحد
ہوتا ہے اور اس کی ذات کیساتھ کوئی حادث

الْكِذْبُ، وَهُوَ فَوْقَ الْعَرْشِ
كَمَا وَصَفَ نَفْسَهٗ وَلٰكِنْ لَا
بِمَعْنَى التَّحَيُّزِ وَالْجِهَةِ بَلْ لَا يَعْلَمُ
كُنْهَ هٰذَا التَّفَوُّقِ وَالْاِسْتِوَاءِ
اِلَّا هُوَ. وَالرَّاسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ
مِمَّنْ اٰتَاهُ اللّٰهُ مِنْ لَّدُنْهُ عِلْمًا.

چیز قائم نہیں ہو سکتی (نو پیدا چیز جو پہلے نہ
تھی) پس اس کی ذات میں اور صفات میں کسی قسم
کا حدوث نہیں ہے البتہ جب اسکی صفات کا تعلق
اپنے متعلقات کیساتھ ہوتا ہے تو اس تعلق میں حدوث
ہوتا ہے تاکہ افعال ظاہر ہوں۔ اور حقیقت میں
یہ تعلق بھی حادث نہیں ہے۔ حادث صرف اُن صفات کے
متعلقات (تمام کائنات کی اشیاء اللہ تعالیٰ کے
سوا) ہی ہوتے ہیں، اس لئے اس تعلق کے احکام بھی
مختلف اور متفاوت ہوتے ہیں، ورنہ اللہ تعالیٰ کی
ذات اور صفات میں مطلقاً کسی قسم کا حدوث نہیں)
اور وہ باری تعالیٰ ہر وجہ اور ہر طریق پر حدوث
اور تجدد سے بری اور پاک ہے۔ اور وہ نہ جوہر ہے
(جو کسی زمان یا مکان میں خود قائم ہوتا ہے)
اور نہ عرض ہے (دوسری چیز کے ساتھ قائم
ہو جیسا رنگ شکل وغیرہ) اور نہ وہ جسم ہے اور
نہ کسی مکان یا جہت میں ہے اور نہ اسکی طرف
یہاں اور وہاں کیساتھ اشارہ کیا جاسکتا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ اپنی ذات اور صفات میں نہ حرکت کرتا ہے
اور نہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے اور
نہ بدلتا ہے اور اسمیں جہل اور کذب بھی روا نہیں
یعنی کذب اور جہل کا صدور اس سے محال ہے، اور وہ
عرش کے اوپر ہے جیسا کہ اس نے خود اپنے بارہ میں
فوق العرش ہونا بیان کیا ہے لیکن اسکا یہ مطلب
نہیں کہ عرش اس کا مکان ہے اور فوق اسکی جہت
ہے بلکہ اسکی فوقیت اور استواء کی حقیقت اسکے
سوا کوئی نہیں جانتا، یا پھر وہ پختہ کار علماء جانتے
ہیں جنکو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا ہے۔

وَهُوَ مَرْئِيٌّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ
الْقِيَامَةِ بِوَجْهَيْنِ. اَحَدُهُمَا
اَنْ يَّكْشِفَ عَلَيْهِمْ اِنْكِشَافًا
بَلِيْغًا اَكْثَرَ مِنَ التَّصْدِيْقِ بِهِ
عَقْلًا وَّكَاَنَّ الرُّؤْيَةَ بِالْبَصَرِ
اِلَّا اَنَّهُ مِنْ غَيْرِ مُحَاذَاةٍ
وَّمُقَابَلَةٍ وَّجِهَةٍ وَّلَوْنٍ وَّشَكْلٍ

اور باری تعالیٰ کا دیدار ایمان والوں کو قیامت کے
دن نصیب ہوگا اور اس دیدار کی دو طرح وضاحت
کی گئی ہے ایک اسطرح کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان
مومنین پر ایسا انکشاف تام ہو جائیگا جو عقل
تصدیق سے بہت زیادہ ہوگا۔ گویا کہ آنکھ سے
ہی دیکھا ہے لیکن اس میں سامنا، مقابلہ اور جہت
رنگ اور شکل نہیں ہوگا۔ اور یہ وجہ ایسی ہے کہ

ـذا الْوُجْهُ قَالَ بِهِ الْمُعْتَزِلَةُ
غَيْرُهُمْ وَهُوَحَقٌّ ۔ وَاِنَّمَا خَطَاءَ
ـهُمْ فِیْ تَاوِيْلِهِمُ الرُّؤْيَةِ بِهٰذَا
ـلْمَعْنٰی اَوْحَصْرِهِمُ الرُّؤْيَةَ فِیْ
ـذَا الْمَعْنٰی ۔ وَ ثَانِيْهِمَا ۔ اَنْ
ـيَتَمَثَّلَ لَهُمْ بِصُوَرٍ كَثِيْرَةٍ
ـكَمَا هُوَمَذْكُوْرٌ فِی السُّنَّةِ
فَيَرَوْنَهٗ بِاَبْصَارِهِمْ بِالشَّكْلِ
وَاللَّوْنِ وَالْمُوَاجِهَةِ كَمَا يَقَعُ
فِی الْمَنَامِ كَمَا اَخْبَرَ بِهِ النَّبِیُّ
صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيْثُ
قَالَ رَأَيْتُ رَبِّیْ فِیْ اَحْسَنِ
صُوْرَةٍ فَيَرَوْنَ هُنَالِكَ
عِيَانًا كَمَا يَرَوْنَ فِی الدُّنْيَا
مَنَامًا وَهٰذَانِ الْوَجْهَانِ
نَفْهَمُهُمَا وَنَعْتَقِدُهُمَا وَاِنْ
كَانَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَرَسُوْلُهٗ

اس کا قول فرقہ معتزلہ نے اور دوسرے لوگوں
(مثلاً شیعہ وغیرہ) نے بھی کیا ہے اور یہ بات فی نفسہ
حق اور درست ہے لیکن انکی غلطی یہ ہے کہ وہ
رؤیت کا یہی معنی کرتے ہیں یا رؤیت کو اسی
معنی میں منحصر مانتے ہیں جسکی وجہ سے رؤیت
بالابصار کا انکار کرتے ہیں، اور دوسرا معنی
رؤیت کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مختلف صورتوں
میں انکے سامنے متمثل ہو جیسا کہ سنت اور
احادیث میں مذکور ہے۔ پس وہ لوگ باری تعالیٰ
کو اپنی آنکھوں کے ساتھ شکل صورت اور رنگ اور
آمنے سامنے کی طرح دیکھیں گے جیسا کہ خواب
میں واقعہ ہوتا ہے جس کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم
نے دی ہے جہاں آپ نے فرمایا ہے کہ "میں نے اپنے
رب کو اچھی صورت میں دیکھا ہے۔ اسی طرح لوگ
قیامت میں اس کو عیاناً یعنی بالکل ظاہر آنکھوں سے
دیکھیں گے جس طرح دنیا میں خواب کے اندر
دیکھتے ہیں اور رؤیت کی یہ دونوں وجہیں ایسی

اَرَادَ بِالرُّؤْيَةِ غَيْرَهُمَا فَنَحْنُ
اٰمَنَّا بِمُرَادِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَرَسُوْلِهٖ
وَاِنْ لَّمْ نَعْلَمْ بِعَيْنِهٖ ذَالِكَ
مَاشَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَالَمْ يَشَاءْ
لَمْ يَكُنْ وَالْكُفْرُ وَالْمَعَاصِيْ بِخَلْقِهٖ
وَاِرَادَتِهٖ وَلَا يَرْضَاهُ وَهُوَ
غَنِيٌّ لَا يَحْتَاجُ اِلٰى شَيْئٍ فِيْ
ذَاتِهٖ وَصِفَاتِهٖ، وَلَا حَاكِمَ
عَلَيْهِ، وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ شَيْئٌ
بِاِيْجَابِ غَيْرِهٖ، نَعَمْ قَدْ
يَعِدُ شَيْئًا فَيَفِيْ بِالْوَعْدِ
كَمَا وَرَدَ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّٰهِ.
وَجَمِيْعُ اَفْعَالِهٖ يَتَضَمَّنُ الْحِكْمَةَ
وَالْمَصْلِحَةَ الْكُلِّيَّةَ عَلٰى مَا
يَعْلَمُ. وَلَا يَجِبُ عَلَيْهِ اللُّطْفُ
الْجُزْئِيُّ الْخَاصُّ اَوِ الْاَصْلَحُ
الْخَاصُّ لَا قَبِيْحَ مِنْهُ وَلَا

ہیں جنکو ہم سمجھتے ہیں اور ان پر اعتقاد رکھتے ہیں
اور اگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ
وسلم کی مراد رویت سے انکے علاوہ کوئی اور معنی
ہو، تو پھر ہم اس پر ایمان رکھتے ہیں جو اللہ تعالیٰ
اور اس کے رسولوں کی مراد ہے۔ اگرچہ ہم بعینہٖ
اس معنی کو نہ سمجھتے ہوں۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے
وہ ہوتا ہے اور جو نہ چاہے وہ نہیں ہوتا۔ اور کفر
اور دیگر معاصی اور گناہ اس کے پیدا کرنے اور ارادہ
کرنے سے ظاہر ہوتے ہیں لیکن وہ ان کو پسند
نہیں کرتا۔ اور وہ ایسا غنی اور بے نیاز ہے جو
اپنی ذات اور صفات میں کسی چیز کی طرف احتیاج
نہیں رکھتا۔ اور نہ اس پر کوئی حاکم ہے اور نہ
اس پر کوئی چیز کسی غیر کے واجب کرنے سے
واجب ہوتی ہے۔ ہاں لیکن وہ خود از راہ
لطف و کرم کسی چیز کا وعدہ فرماتا ہے۔ تو پھر
وہ اس کو پورا کرتا ہے اس وعدے کے خلاف نہیں
کرتا جیسا کہ حدیث میں اس قسم کے الفاظ آئے

يُنْسَبُ فِيْمَا يَفْعَلُ اَوْ يَحْكُمُ اِلٰى جَوْرٍ اَوْ ظُلْمٍ يُرَاعِى الْحِكْمَةَ فِيْمَا خَلَقَ وَاَمَرَ لَا اَنَّهٗ يَسْتَكْمِلُ نَفْسَهٗ وَصِفَاتِهٖ بِشَيْئٍ۔

ہیں کہ وہ چیز اللہ کے ذمہ ہے یا اللہ تعالیٰ
اس کا ضامن ہے، اور اللہ تعالیٰ کے تمام کام
حکمت اور مصلحت کلیہ (عمومی مصلحت جیسا
کہ وہ بہتر جانتا ہے) پر مشتمل ہوتے ہیں اور اللہ
تعالیٰ پر کسی خاص فرد یا خاص جزئی چیز کے بارہ
میں جو بات اصلح (بہتر بات) ہو واجب نہیں
(جیسا کہ معتزلہ وغیرہ کا اعتقاد ہے کہ جو چیز بندہ
کے لئے اصلح ہو وہ اللہ تعالیٰ پر واجب ہوتی ہے)،
اور کوئی بات اللہ تعالیٰ کی طرف سے قبیح نہیں
ہوتی، اور اللہ تعالیٰ کو اپنے کاموں میں اور اپنے فیصلوں
میں ظلم اور ناانصافی کی طرف منسوب نہیں کیا
جا سکتا، (اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم اور ناانصافی نہیں
کرتا) اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا ہے یا جو حکم دیا
ہے اس میں حکمت کی رعایت فرمائی ہے لیکن
اس کا یہ مطلب نہیں کہ وہ اپنی ذات و صفات میں
کسی شئے سے تکمیل حاصل کرتا ہے (حکمت کی
رعایت سے اس کی ذات یا صفات میں کچھ کمال پیدا ہو ایسا نہیں)

وَاَنْ يَكُوْنَ لَهٗ حَاجَةٌ وَّغَرَضٌ
فَاِنَّ ذٰلِكَ ضُعْفٌ وَّ قُبْحٌ
لَا حَاكِمَ سِوَاهُ فَلَيْسَ لِلْعَقْلِ
حُكْمٌ فِيْ حُسْنِ الْاَشْيَاءِ وَقُبْحِهَا
وَكَوْنَ الْفِعْلِ سَبَبًا لِلثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَاِنَّمَا حُسْنُ الْاَشْيَاءِ
وَقُبْحُهَا بِقَضَاءِ اللّٰهِ وَحُكْمِهٖ
وَتَكْلِيْفِهٖ لِلنَّاسِ فَمِنْهَا مَا
يُدْرِكُ الْعَقْلُ وَجْهَهٗ وَ
مَصْلَحَتَهٗ وَمُنَاسَبَتَهٗ لِلثَّوَابِ
وَالْعِقَابِ وَمِنْهَا مَا لَا يُدْرِكُهٗ
اِلَّا بِاَخْبَارِ الرُّسُلِ عَنِ اللّٰهِ
تَعَالٰى وَكُلُّ صِفَةٍ مِنْ صِفَاتِهٖ
وَاحِدَةٌ بِالذَّاتِ غَيْرُ
مُتَنَاهِيَةٍ بِحَسْبِ التَّعَلُّقِ
وَالتَّجَدُّدُ اِنَّمَا هُوَ فِي الْمُتَعَلَّقِ
بِالْمَعْنَى الْمَذْكُوْرِ۔ وَلِلّٰهِ تَعَالٰى

اور اس کو کسی چیز کی طرف حاجت اور غرض
بھی نہیں کیونکہ یہ کمزوری اور قباحت (بری)
بات ہے۔ اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے۔
اس کے سوا کوئی حاکم نہیں پس عقل کے لیے
اشیاء کے حسن و قبح میں کوئی حکم یا دخل نہیں
ہے (جیسا کہ معتزلہ وغیرہ کہتے ہیں کہ اشیاء
کا حسن و قبح عقلی ہے) اور اسی طرح کسی فعل
کے ثواب یا عقاب کے سبب ہونے میں بھی
عقل کا دخل نہیں ہے۔ اشیاء کا حسن و قبح
اللہ تعالیٰ کے فیصلہ اور اس کے حکم سے ہوتا
ہے اور اس وجہ سے کہ اس نے لوگوں کو مکلف
بنایا ہے (یعنی حسن و قبح امور شرعیہ کے مکلف
ہونے کی وجہ سے ہے نہ کہ عقل کی وجہ سے)
اب بعض باتیں ایسی ہیں کہ عقل ان کو سمجھتی ہے
اور ان میں ثواب یا عقاب کی مصلحت اور
مناسبت کو بھی جانتی ہے۔ اور بعض چیزیں
ایسی ہیں کہ عقل ان کے حسن قبح کا ادراک نہیں

مَلَائِكَةٌ عُلْوِيُّوْنَ مُقَرَّبُوْنَ
وَمَلَائِكَةٌ مُوَكَّلُوْنَ عَلٰى
كِتَابَةِ الْاَعْمَالِ وَحِفْظِ الْعَبْدِ
عَنِ الْمَهَالِكِ وَالدَّعْوَةِ
اِلَى الْخَيْرِ، وَيَلِمُّوْنَ بِالْعَبْدِ
لِمَّةِ الْخَيْرِ، لِكُلِّ وَاحِدٍ مَقَامٌ
مَعْلُوْمٌ لَا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَا
اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا
يُؤْمَرُوْنَ۔

کرسکتی جب تک کہ اللہ تعالےٰ کے رسول
خدا تعالیٰ کی طرف سے بتلا نہ دیں اور اللہ تعالیٰ کی
ہر ایک صفت اپنی حقیقت اصلیت کے
اعتبار سے واحد ہے، اور باعتبار تعلقات کے
غیر متناہی اور بے انتہا ہے۔ اور حدوث و تجدد
اس صفت میں نہیں پایا، اس چیز (ممکن و حادث
اشیاء) میں ہوتا ہے جس کے ساتھ اس صفت
کا تعلق ہے، اور اللہ تعالیٰ کے ملائکہ ہیں جو
عالم بالا میں رہتے ہیں۔ اور وہ مقرب بارگاہ
ہیں۔ اور کچھ دوسرے ملائکہ ہیں۔ جو لوگوں کے
اعمال کے لکھنے اور ان کی حفاظت پر مقرر ہیں۔
اور کچھ ایسے ہیں جو بندوں کی مہلک خطرات
سے اور ہلاکتوں سے حفاظت کرتے ہیں اور
کچھ دعوت الی الخیر دیتے ہیں اور بندوں کی طرف
اچھے خیالات ڈالتے رہتے ہیں اور ان میں سے
ہر ایک کا ایک مقام اور ٹھکانا مقرر ہے جو کچھ
اللہ تعالیٰ ان کو حکم دیتا ہے اسکی نافرمانی نہیں

کرتے اور جو حکم ہوتا ہے اس کی تعمیل میں سرگرم رہتے ہیں۔

وَمِنْ خَلْقِ اللّٰهِ الشَّيَاطِيْنُ، لَهُمْ لِمَّةٌ بِابْنِ آدَمَ وَالْقُرْآنُ كَلَامُ اللّٰهِ أَوْحَى اللّٰهُ بِهِ إِلَى نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُّكَلِّمَهُ اللّٰهُ إِلَّا وَحْيًا أَوْ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ أَوْ يُرْسِلَ رَسُوْلًا فَيُوْحِيَ بِإِذْنِهِ مَا يَشَاءُ" فَهٰذَا حَقِيْقَةُ الْوَحْيِ وَلَا يَجُوْزُ الْإِلْحَاقُ فِيْ أَسْمَاءِ اللّٰهِ تَعَالٰى وَصِفَاتِهِ فَيَتَوَقَّفُ الْإِطْلَاقُ عَلَى الشَّرْعِ۔

اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں شیاطین بھی ہیں جن کا کام یہ ہے کہ انسانوں میں بُرے خیالات اور وسوسے ڈالتے رہتے ہیں، اور قرآن کریم اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ اس کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی ہمارے نبی حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اتارا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (سورۃ زخرف آیت ۵۱) "کہ کسی بشر کے لئے یہ ممکن نہیں کہ خدا تعالیٰ اس سے کلام کرے۔ مگر یہ کہ وحی کے ذریعہ سے یا پسِ پردہ، یا کسی فرشتہ کو بھیج دے کہ جو پیغام اللہ تعالیٰ کو منظور ہو وہ فرشتہ اس کے حکم سے پہنچا دے" اور یہی وحی کی حقیقت ہے اور اللہ تعالیٰ کے اسماء پاک اور اسکی صفات میں الحاق (زیادتی) جائز نہیں (یعنی اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفتوں کے ساتھ دوسرے

اسماء اور صفات اپنی طرف سے بڑھائے جائیں،
لہٰذا اللہ تعالیٰ کے ناموں اور صفات کے اطلاق میں
شریعت پر توقف کرنا چاہیئے۔ جو نام اور صفت
شریعت میں وارد ہوا اس کا اطلاق درست ہوگا۔
ورنہ درست نہ ہوگا۔

اَلْمَعَادُ الْجِسْمَانِیُّ حَقٌّ
یُحْشَرُ الْاَجْسَادُ وَیُعَادُ
فِیْهَا الْاَرْوَاحُ، وَتَکُوْنُ
الْاَبْدَانُ تِلْكَ الَّتِیْ
کَانَتْ شَرْعًا وَعُرْفًا
وَاِنْ طَالَتْ اَوْقَصُرَتْ
کَمَا وَرَدَ اِنَّ ضِرْسَ الْکَافِرِ
مِثْلُ اُحُدٍ۔ اَوْکَانَتْ
اَلْطَفُ مِنْهَا کَمَا وَرَدَ فِیْ
صِفَةِ اَهْلِ الْجَنَّةِ
وَذَالِكَ کَمَا اَنَّ الصَّبِیَّ
هُوَ الَّذِیْ یَشِبُّ وَ

اور قیامت کے دن جسم کے ساتھ زندہ ہونا برحق ہے
جس میں لوگوں کے اجسام جمع کئے جائیں گے اور
ان جسموں میں روحوں کو لوٹایا جائیگا اور یہ بدن بھی
ابدان ہونگے جو دنیا میں تھے۔ اور شریعت اور عرف
میں جنکو ابدان سمجھا جاتا ہے اگرچہ ان میں قامت کی
درازی یا کوتاہی ہو، جیسا کہ احادیث میں آیا ہے۔
کہ کافر کا دانت اُحد پہاڑ کے برابر ہوگا۔ یا وہ اجسام
لطیف خوبصورت اور پاکیزہ ہوں جیسا کہ حدیث
میں اہل جنت کے بارے میں آیا ہے اسکی مثال ایسی
ہے جس طرح چھوٹا بچہ جو بعینہ وہی ہوتا ہے جو ایک وقت
جوان اور دوسرے وقت بوڑھا ہوجاتا ہے۔ چاہے
اسکے اجزاء بدن میں ہزار مرتبہ بھی زیادہ تبدیلی

يَشِيْبُ وَاِنْ تَبَدَّلَتْ الْاَجْزَاءُ فِيْهِ اَلْفَ مَرَّةً — کیوں نہ واقع ہوئی ہو لیکن ہوتا وہی ہے)

وَالْمُجَازَاتُ وَالْمُحَاسَبَاتُ وَالصِّرَاطُ وَالْمِيْزَانُ حَقٌّ، وَالْجَنَّةُ وَالنَّارُ حَقٌّ وَهُمَا مَخْلُوْقَتَانِ الْيَوْمَ۔ — اور اعمال کی جزا اور حساب اور پلصراط اور میزان برحق ہے اور جنت اور دوزخ حق ہیں۔ اور یہ اس وقت مخلوق ہیں (یہ بات نہیں کہ ان کو قیامت میں پیدا کیا جائیگا جیساکہ معتزلہ کہتے ہیں بلکہ فی الوقت موجود ہیں)۔

وَلَمْ يُصَرِّحْ نَصٌّ بِتَعْيِيْنِ مَكَانِهِمَا بَلْ هُمَا حَيْثُ شَاءَ اللّٰهُ اِذْ لَا اِحَاطَةَ لَنَا بِخَلْقِ اللّٰهِ وَعَوَالِمِهٖ۔ — اور کسی نص نے ان کا محل اور مکان متعین نہیں کیا بلکہ یہ دونوں وہاں ہیں جہاں اللہ تعالےٰ چاہے۔ کیونکہ ہم اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق اور جہانوں کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

وَلَا يُخَلَّدُ الْمُسْلِمُ صَاحِبُ الْكَبِيْرَةِ فِى النَّارِ وَهِيَ الَّتِيْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَائِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ يَعْنِيْ بِالصَّلٰوةِ وَالْكَفَّارَاتِ — اور کسی مسلمان کو جس سے کبیرہ سرزد ہوا ہو ہمیشہ دوزخ میں نہیں رکھا جائیگا اور سیئات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم (سورۂ نساء آیت ۳۱) میں اس طرح فرمایا ہے کہ جن کاموں سے تم کو منع کیا جا رہا ہے اگر تم ان ممنوعات میں سے جو بڑے بڑے گناہ ہیں ان سے بچتے رہو گے تو ہم تمہارے چھوٹے

وَالْعَفْوُ عَنِ الْكَبَائِرِ جَائِزٌ غَيْرَ اَنَّ اَفْعَالَ اللّٰهِ تَعَالٰی فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ عَلٰی وَجْهَیْنِ مُوَافِقًا لِسُنَّةِ اللّٰهِ وَکَائِنٍ عَلٰی سَبِیْلِ خَرْقِ الْعَوَائِدِ وَعَفْوُ الْکَبَائِرِ عَمَّنْ مَّاتَ بِلَا تَوْبَةٍ جَائِزٌ مِنْ بَابِ خَرْقِ الْعَوَائِدِ۔

چھوٹے قصور تم سے زائل کردیں گے"، یعنی نماز اور دیگر کفارات کی وجہ سے۔ اور یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ کبیرے گناہوں کو معاف کرنے لیکن اللہ تعالیٰ کے افعال دنیا اور آخرت میں دو طرح ہیں۔ ایک یہ کہ دستور اور عادت کے مطابق واقع ہوں اور دوسرے یہ کہ عادت اور دستور کے خلاف ہے، جو شخص کبیرہ گناہ کا مرتکب ہو اور بلا توبہ مرجائے اس کو معاف کردینا جائز ہے لیکن یہ بات عادت اور دستور کے خلاف ہے۔

وَکَذٰلِکَ الْعَفْوُ عَنْ حُقُوْقِ النَّاسِ جَائِزٌ بِطَرِیْقِ خَرْقِ الْعَوَائِدِ۔

اور اسی طرح حقوق الناس کو معاف فرما دینا بھی جائز ہے مگر عادت و دستور کے خلاف ہے۔

هٰذَا وَجْهُ التَّطْبِیْقِ بَیْنَ النُّصُوْصِ الْمُتَعَارِضَةِ بَادِیَ الرَّاْیِ وَالشَّفَاعَةُ حَقٌّ لِمَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ

اور یہی تطبیق ہے ان متعارض نصوص میں جو بظاہر ایک دوسرے سے متعارض معلوم ہوتی ہے۔ اور شفاعت حق ہے اس کے لئے جس کے بارہ میں خدائے رحمٰن اجازت

وَشَفَاعَةُ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِہٖ حَقٌّ وَھُوَ مُشَفَّعٌ وَحَیْثُ وَقَعَ نَفْیُ الشَّفَاعَۃِ فَالْمُرَادُ مِنْھَا الشَّفَاعَۃُ الَّتِیْ تَکُوْنُ بِغَیْرِ اِذْنِ اللّٰہِ تَعَالٰی وَرِضَائِہٖ۔

دے گا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت آپ کی امت کے اہل کبائر کے لیئے برحق ہے اور آپ کی شفاعت مقبول ہوگی۔ اور جہاں قرآن میں شفاعت کی نفی واقع ہوئی ہے اس سے مراد وہ شفاعت ہے جو اللہ تعالیٰ کی اجازت اور رضا کے بغیر ہو۔

وَعَذَابُ الْقَبْرِ لِلْفَاسِقِ وَتَنْعِیْمُہٗ لِلْمُؤْمِنِ حَقٌّ وَسُؤَالُ الْمُنْکَرِ وَالنَّکِیْرِ حَقٌّ، وَبَعْثَۃُ الرُّسُلِ اِلَی الْخَلْقِ حَقٌّ، وَتَکْلِیْفُ اللّٰہِ عِبَادَہٗ بِالْاَمْرِ وَالنَّھْیِ عَلٰی اَلْسِنَۃِ الرُّسُلِ حَقٌّ، وَھُمْ مُتَمَیِّزُوْنَ بِاُمُوْرٍ لَا تُوْجَدُ فِیْ غَیْرِھِمْ عَلٰی سَبِیْلِ الْاِجْتِمَاعِ، تَدُلُّ عَلٰی کَوْنِھِمْ

اور قبر میں فاسق اور بدکار کے لیئے عذاب کا ہونا اور نیکو کاروں اور ایمان والوں پر نعمت کا ہونا حق ہے اور قبر میں منکر و نکیر (دو فرشتوں) کا سوال وجواب مردوں سے حق ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا مخلوق کی ہدایت کے لئے رسولوں کا مبعوث فرمانا حق ہے اور انہی انبیاء ورسل کی زبانوں پر امر و نہی کرنا اور بندوں کو شرعی احکام کی

اَنْبِيَاءُ۔	تکلیف دینا برحق ہے اور یہ انبیاء علیہم السلام چند باتوں کے ساتھ ممتاز ہوتے ہیں یہ باتیں اکثر دوسرے لوگوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اور یہ باتیں اس کا ثبوت ہوتی ہیں کہ یہ انبیاء ہیں۔
مِنْهَا خَرْقُ الْعَوَائِدِ لَهُمْ وَمِنْهَا سَلَامَةُ فِطْرَتِهِمْ وَ كَمَالُ اَخْلَاقِهِمْ وَغَيْرَ ذَالِكَ۔	ان میں سے ایک خرق عادت (معجزات) کا ان سے ظاہر ہونا۔ اور ان باتوں میں یہ بھی ہے کہ ان کی فطرت سلیم ہوتی ہے اور ان کے اخلاق کامل درجہ کے ہوتے ہیں اور اس کے علاوہ اور بھی بہت سی باتیں ہیں جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ میں پائی جاتی ہیں۔
وَالْاَنْبِيَاءُ مَعْصُوْمُوْنَ مِنَ الْكُفْرِ وَتَعَمُّدِ الْكَبَائِرِ وَالْاِصْرَارِ عَلَى الصَّغَائِرِ۔ يَعْصِمُهُمُ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا بِوُجُوْهٍ ثَلَاثَةٍ۔	اور تمام انبیاء علیہم السلام کفر، شرک اور عمداً گناہ کبیرہ سے اور صغائر پر اصرار کرنے سے معصوم اور پاک ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بچاتا اور معصوم

اَحَدُهَا اَنْ يَّخْلُقَهُمْ فِيْ سَلَامَةِ الْفِطْرَةِ وَكَمَالِ اِعْتِدَالِ الْاَخْلَاقِ. فَلَا يَرْغَبُوْنَ فِي الْمَعَاصِيْ بَلْ يَكُوْنُوْنَ مُتَنَفِّرِيْنَ عَنْهَا۔

رکھتا ہے تین طریقوں سے۔ ایک یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کو نہایت ہی خوبی سے سلیم الفطرۃ اور اخلاق کے کامل اعتدال پر پیدا کرتا ہے۔ اس لیے وہ معاصی میں رغبت نہیں کرتے بلکہ ان سے متنفر ہوتے ہیں۔

وَثَانِيْهَا اَنْ يُّوْحِيَ اِلَيْهِمْ اَنَّ الْمَعَاصِيَ يُعَاقَبُ عَلَيْهَا. وَالطَّاعَاتِ يُثَابُ عَلَيْهَا فَيَكُوْنُ ذَالِكَ رَادِعًا عَنِ الْمَعَاصِيْ۔

دوسری یہ کہ اللہ تعالیٰ ان کی طرف وحی نازل کرتا ہے کہ معاصی پر خدا تعالیٰ کی طرف سے سزا ہوگی اور طاعات اور نیکیوں پر اچھا بدلہ دیا جائے گا۔ اور یہ وحی ان کے لیے گناہوں اور معاصی سے روکنے کا باعث ہوتی ہے۔

وَالثَّالِثُ اَنْ يَّحُوْلَ اللّٰهُ تَعَالٰى بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْمَعَاصِيْ بِاِحْدَاثِ لَطِيْفَةٍ غَيْبِيَّةٍ كَظُهُوْرِ صُوْرَةِ يَعْقُوْبَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَاضًّا عَلٰى اِصْبَعِهٖ فِيْ قِصَّةِ يُوْسُفَ

اور تیسری صورت یہ ہے ان انبیاء علیہم السلام کے درمیان اور معاصی کے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہوجاتا ہے کسی لطیفہ غیبیہ کے ظاہر کرنے سے جیسا کہ یوسف علیہ السلام کے واقعہ

عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ. وَدَعْوَتُهُ عَامَّةٌ لِجَمِيْعِ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ، وَهُوَ اَفْضَلُ الْاَنْبِيَاءِ بِهٰذِهِ الْخَاصَّةِ وَبِخَوَاصٍ اُخْرٰى نَحْوُ هٰذِهٖ۔

میں حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت کا ظاہر ہونا۔ انکلی کو دانتوں سے دبائے ہوئے۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں (آپ کے بعد کسی کو نبی نہیں بنایا جائیگا آپ پر اس مرتبہ کو ختم کر دیا گیا ہے جیسا کہ آپ نے فرمایا "خُتِمَ بِیَ النَّبِیُّوْنَ" کہ مجھ پر نبیوں کو ختم کر دیا گیا ہے) اور آپ کی دعوت تمام جن وانس کے لئے عام ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس خصوصیت کی بنا پر اور اس کے علاوہ دیگر خصوصیات کی وجہ سے تمام انبیاء سے افضل ہیں۔

وَكَرَامَاتُ الْاَوْلِيَاءِ وَهُمْ مُؤْمِنُوْنَ الْعَارِفُوْنَ بِاللّٰهِ تَعَالٰى وَصِفَاتِهٖ الْمُحْسِنُوْنَ فِيْ اِيْمَانِهِمْ حَقٌّ يُكْرِمُ اللّٰهُ بِهَا

اور اولیاء کرام کی کرامات برحق ہیں اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے ان کرامتوں کے ساتھ نوازتا ہے اور اپنی رحمت کے ساتھ خاص کرتا ہے جس کو چاہتا ہے

مَنْ يَّشَاءُ وَيَخْتَصُّ بِرَحْمَتِهٖ مَنْ يُّرِيْدُهٗ۔

اور اولیاء ان مومنوں کو کہا جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کی صفات کی معرفت رکھتے ہیں اور ایمان میں پختگی اور مضبوطی کے ساتھ نیکیاں کرنے والے ہوتے ہیں۔

وَنَشْهَدُ بِالْجَنَّةِ وَالْخَيْرِ لِلْعَشَرَةِ الْمُبَشَّرَةِ وَفَاطِمَةَ وَخَدِيْجَةَ وَعَائِشَةَ وَالْحَسَنِ وَالْحُسَيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اور ہم جنت اور بہتری کی گواہی دیتے ہیں عشرہ مبشرہ کے حق میں (یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ دس صحابہ جن کو آپ نے ایک ہی مجلس میں بہشت کی بشارت سنائی تھی خلفاء اربعہ، سعید، سعد، طلحہ، زبیر، ابو عبیدہ ابن جراح، عبدالرحمٰن بن عوفؓ) اسی طرح ہم حضرت فاطمہؓ اور ام المومنین خدیجہؓ اور ام المومنین عائشہ صدیقہؓ اور حسنؓ اور حسینؓ کے حق میں بھی جنت کی گواہی دیتے ہیں۔

وَنُوَقِّرُهُمْ وَنَعْتَرِفُ لِعِظَمِ مَحِلِّهِمْ فِي الْإِسْلَامِ وَكَذٰلِكَ

اور ہم ان کی تعظیم و توقیر کرتے ہیں اور اسلام میں ان کے عظیم مرتبہ کا اعتراف

اَهْلَ الْبَدْرِ وَاَهْلَ بَيْعَتِ الرِّضْوَانِ۔

کرتے ہیں اور اسی طرح اہل بدر اور اہل بیعۃ الرضوان کے حق میں بھی بہتری اور بہشت کی گواہی دیتے ہیں۔

وَاَبُوْبَكْرِنِ الصِّدِّيْقُ اِمَامٌ حَقٌّ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ عُمَرُ ثُمَّ عُثْمَانَ۔ ثُمَّ عَلِيٌّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ

اور امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیقؓ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق ہیں ان کے بعد حضرت عمرؓ ان کے بعد حضرت عثمانؓ ان کے بعد حضرت علیؓ اللہ تعالیٰ ان سب سے راضی ہو۔

ثُمَّ تَمَّتِ الْخِلَافَةُ وَبَعْدَهٗ مُلْكٌ عَضُوْضٌ وَاَبُوْبَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَفْضَلُ النَّاسِ بَعْدَ رَسُوْلِ اللّٰهِ ثُمَّ عُمَرَ وَلَا نَعْنِيْ الْاَ فْضَلِيَّةَ مِنْ جَمِيْعِ الْوُجُوْهِ حَتّٰى يَعُمَّ النَّسَبَ وَالشُّجَاعَةَ وَالْقُوَّةَ وَالْعِلْمَ وَاَمْثَالَهَا۔ بَلْ هِيَ عِظَمِ نَفْحِهٖ فِي الْاِسْلَامِ

ان چاروں بزرگوں کے زمانہ تک خلافت راشدہ ختم ہوگئی۔ ان کے بعد جو خلفاء ہوئے ہیں وہ بادشاہ تھے۔ اور حضرت ابوبکر صدیقؓ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سب لوگوں سے افضل ہیں پھر ان کے بعد فضیلت میں حضرت عمرؓ کا مرتبہ ہے اور ان بزرگوں کے افضل ہونے کا یہ معنی نہیں کہ یہ تمام وجوہ سے دونوں

فَامِيْرُ الْاُمَّةِ النَّبِى صَلى الله
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ـ وَوَزِيْرَاهُ
اَبُوْبَكْرٍ وَعُمَرَ بِاعْتِبَارِ
الْهِمَّتِ الْبَالِغَةِ فِىْ اِشَاعَةِ
الْحَقِّ فَاِنَّ لِلنَّبِىِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ وَجْهَيْنِ وَجْهٌ يَاْخُذُ
عَنِ اللهِ وَوَجْهٌ يُعْطِى الْخَلْقَ ـ
وَلَهُمَا فِى الْاَعْطَاءِ لِلْخَلْقِ ـ
تَالِيْفًا لِلنَّاسِ وَجَمْعًا
لَهُمْ وَتَدْبِيْرَ الْحَرْبِ
يَدٌ طُوْلٰى ـ

سے افضل ہیں حتیٰ کہ نسبت شجاعت
قوت، علم اور اس جیسے دیگر امور میں
(ممکن ہے کہ بعض دوسرے صحابہ
افضل ہوں، بلکہ ان بزرگوں کے افضل
ہونے کا یہ معنیٰ ہے کہ اسلام میں
ان سے جو نفع عظیم ہوا ہے وہ دوسروں
سے نہیں ہوا ۔ پس امیر تو اصل میں آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم ہیں اور ابوبکرؓ، عمرؓ
آپ کے دو وزیر ہیں ۔ انہوں نے
حق کی اشاعت میں ہمت بالغہ
سے کام لیا ہے ۔ کیونکہ نبی کریم صلی اللہ
علیہ وسلم کی دو جہتیں ہیں ۔ ایک
جہت اللہ تعالےٰ سے اخذ کرنے
کی ہے اور دوسری جہت مخلوق کو
دینے کی ہے ۔ اور ان دونوں بزرگوں
(شیخینؓ) کو خلق خدا کی ہدایت میں
اور لوگوں کو جمع کرنے میں اور جہاد

کی بہتر تدبیریں کرنے میں بہت کمال
حاصل تھا۔

وَنَكُفُّ اَلْسِنَتَنَا عَنْ ذِكْرِ
الصَّحَابَةِ اِلَّا بِخَيْرٍ وَهُمْ
اَئِمَّتُنَا وَقَادَتُنَا فِي الدِّيْنِ.
وَسَبُّهُمْ حَرَامٌ وَتَعْظِيْمُهُمْ
وَاجِبٌ وَلَا نُكَفِّرُ اَحَدًا مِّنْ
اَهْلِ الْقِبْلَةِ اِلَّا بِمَا فِيْهِ مِنْ
نَفْيِ الصَّانِعِ الْقَادِرِ الْمُخْتَارِ
وَعِبَادَةِ غَيْرِ اللّٰهِ اَوْ اِنْكَارِ
الْمَعَادِ وَالنَّبِيِّ وَسَائِرِ ضَرُوْرِيَّاتِ
الدِّيْنِ.

اور تمام صحابہ کے بارہ میں ہم اپنی
زبانوں کو روکتے ہیں اور سوائے
بھلائی اور خیر کے ان کا ذکر نہیں کرتے
(یعنی ان پر کسی قسم کی تنقید و جرح نہیں
کرتے) وہ دین میں ہمارے مقتدا اور
پیشوا ہیں۔ صحابہ کو گالی دینی حرام ہے
اور ان کی تعظیم واجب ہے۔ اور ہم
اہل قبلہ میں سے کسی کو کافر نہیں کہتے
ہیں جب تک کوئی ایسی بات نہ ہو
جس سے خدا تعالیٰ صانع قادر المختار کی
نفی ہو۔ یا غیر اللہ کی عبادت کرے،
یا معاد اور قیامت کا انکار کرے یا
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کرے یا
دوسری ضرورت بات دین کا انکار کرے
(ضروریات دین میں کسی ایک چیز

کا انکار یا ان کی غلط تاویل کرنے سے کافر ہوگیا)۔

وَالْاَمْرُ بِالْمَعْرُوْفِ وَالنَّهْيُ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاجِبٌ وَشَرْطُهٗ اَنْ لَّا يُؤَدِّيَ اِلَى الْفِتْنَةِ وَ اَنْ يُّظَنَّ قَبُوْلُهٗ۔

اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر واجب ہے بشرطیکہ کسی فتنہ میں مبتلا ہونے کا خطرہ نہ ہو اور قبول کرنے کا گمان ہو۔

فَهٰذِهٖ عَقِيْدَتِيْ اَدِيْنُ اللّٰهِ تَعَالٰى بِهَا ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَّاٰخِرًا ظَاهِرًا وَّ بَاطِنًا۔

(امام ولی اللہ دہلویؒ فرماتے ہیں) یہ میرا عقیدہ ہے اسی کے ساتھ میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کرتا ہوں، ظاہراً و باطناً اور اول آخر ظاہر باطن میں سب ستائش اللہ تعالیٰ کے لئے ہے۔

اَللّٰهُمَّ احْشُرْنِيْ زُمْرَةِ اَتْبَاعِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَمَنْ تَبِعَهُمْ اَجْمَعِيْنَ وَهُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِيْنَ ۝

اے اللہ میرا حشر بھی ان لوگوں کے گروہ میں فرما جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایمان لانیوالوں کا اتباع کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہو اسکی مخلوق میں سب سے بہتر ہستی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپکی آل اور تمام صحابہ اور انکے اتباع پر۔ اور اللہ تعالیٰ سب سے بڑھ کر رحم کرنے والا ہے۔

دلیل المشرکین

مصنّفہ مولانا احمد الدّین صاحب بگویؒ

(تلمیذ حضرت مولانا شاہ محمد اسحٰق محدّث دہلویؒ)

مع اُردو ترجمہ

ایضاح المؤمنین

از: مولانا عبدالحمید سواتی بانی مدرسہ نصرۃ العلوم

شرک اور اس کی مختلف قسمیں اور اس کی کثیر الوقوع صورتیں جو عام طور پر
انسانی سوسائٹی میں پائی جاتی ہیں، اُن پر بڑے اچھے طریق سے بحث کی گئی ہے، اور
ہر ایک بات کی دلیل قرآنی آیات، احادیثِ نبویہ، قول و فعل صحابہ کرامؓ، ائمہ
مجتہدینؒ کے اقوال اور سلف صالحین کے مسلّمہ اصولوں کی روشنی میں دی گئی ہے
ایک سو تینتیس ۱۱۳ سال کے بعد یہ اہم قلمی کتاب پہلی دفعہ مدرسہ نصرۃ العلوم کی طرف
سے زیورِ طباعت سے آراستہ ہو رہی ہے۔ بلاتردّد یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس کتاب
کے پڑھنے سے بہت سے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ انشاء اللہ العزیز قیمت

ناشر ادارہ نشر و اشاعت مدرسہ نُصرۃُ العُلوم

گوجرانوالہ

خطباتِ شیخ الاسلام

یہ کتاب پہلی بار شائع ہو کر منظرِ عام پر آرہی ہے جسمیں شیخ العرب والعجم مولانا حسین احمد مدنیؒ کے صدارتی خطبات جمع کیے گئے ہیں جو جمعیۃ علماء ہند کے مختلف اجلاسوں میں پیش کیے گئے تھے۔

مقدمہ

از : حضرۃ مولانا صوفی عبدالحمید سواتی مدظلہ بانی مدرسہ نصرۃ العلوم

قیمت : ۔/۸۰ روپے